عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۰ | ۲۷ محرم تا ۵ صفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ دسمبر ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۴۸

اسلام آخری دین اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ختم نبوت نے امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں اہم کردار ادا کیا

میمو گیٹ اسکینڈل کے خالق قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں

دینی قوتیں مذہبی ہم آہنگی کے فروغ اور فرقہ واریت کے خاتمے پر یقین رکھتے ہیں

دفتر ختم نبوت کراچی میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن کی پریس کانفرنس

قرض حسنہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا بدلہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

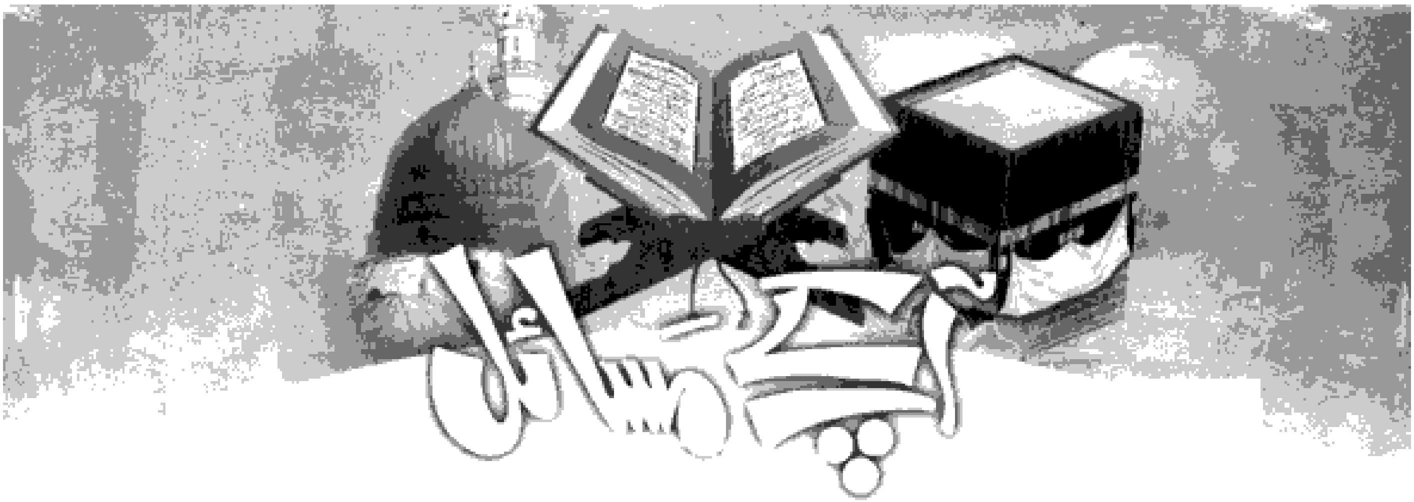

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

شوبز والوں کے لئے پرستار کا لفظ

ابوفضال احمد خان، کراچی

س:... آج کل معاشرے میں ٹی وی اور شوبز سے وابستہ فنکاروں کے لئے پرستار کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور فخریہ انداز میں کہتے ہیں کہ ہم فلاں اداکار کے پرستار ہیں، جبکہ پرستار کا لفظ اللہ کے سوا کسی کے لئے استعمال کرنا گناہ ہے کیونکہ اس سے مراد عبادت کے ہیں، اس بارے میں کیا حکم ہے؟ نیز اگر کسی فنکار یا اداکار کو کامیابی ملتی ہے تو وہ عموماً اللہ کا شکر اور مہربانی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جبکہ یہ وہ کام کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف عمل ہے یعنی گناہوں کے کام میں اللہ کا شکر جیسے مقدس الفاظ استعمال کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج:... بات آپ کی بھی ٹھیک ہے اور جھوٹ وہ بھی نہیں کہتے، کیونکہ کچھ اللہ کے پرستار ہوتے ہیں اور کچھ شیطان اور شیطانی کرداروں کے۔ اس لئے وہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ہمارا اللہ سے تعلق کم اور شیطانی کرداروں سے زیادہ ہے اور حدیث میں ہے کہ جو جس کے ساتھ دنیا میں محبت رکھتا ہے قیامت کے دن انہیں کے ساتھ ہوگا، تو گویا وہ اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم اللہ، اس کے رسول اور اس کے نیک بندوں کے بجائے شیطان اور شیطان کے نمائندگان کے ساتھ ہوں گے، گویا جہاں وہ ہوں گے ہم بھی وہاں ہوں گے، لوگ اپنی لاعلمی اور جہالت کی بنا پر بعض اوقات ایسے ایسے کلمات کہہ جاتے ہیں کہ ان کے ایمان میں شک ہونے لگتا ہے اور ان کے سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہونے لگتا ہے، اس لئے ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہئے، یہ موہم شرک ہے۔ کسی گناہ کے کام میں کامیابی پر اس گناہ کی اللہ کی طرف نسبت کرنا غلط ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی گناہ کے کام پر راضی نہیں ہوتے، ہاں یہ بات دوسری ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے چاہے گناہ ہو یا ثواب وہ مشیت الٰہی سے ہو رہا ہے، جہاں تک رضائے الٰہی کا تعلق ہے وہ صرف اور صرف نیکی اور خیر کے کاموں میں ہے۔

جہاد کی شرعی حیثیت

میر واکس خان، کوئٹہ

س:... کیا کشمیر کا جہاد شرعی ہے یا غیر شرعی؟ اور وہاں پر جو تنظیمیں جہاد کر رہی ہیں، ان کا جہاد صحیح ہے یا نہیں؟

ج:... اسلام کی اشاعت، کفر کی بیخ کنی اور دین کے بول بالا کے لئے جہاد مسلمانوں کے فرائض میں سے ہے، حالات و احوال کے اعتبار سے کبھی یہ جہاد فرض کفایہ ہوتا ہے اور کبھی فرض عین، پھر اس جہاد کے لئے چند شرائط و قیود ہیں، اگر کوئی جماعت کسی امیر کے ماتحت جہاد کر رہی ہو اور اس کا مقصد صرف فتنہ کفر کی بیخ کنی ہو تو یہ جہاد، جہاد شرعی ہوگا، چاہے وہ دنیا کے کسی بھی کافر قوم کے خلاف ہو، لیکن اگر یہ جہاد دنیاوی اغراض کے تحت ہو تو اس کو جہاد کہنا نہ صرف جائز نہیں بلکہ اس مقدس لفظ اور اس کے مفہوم کی توہین ہے۔

س:... میں نے کسی بڑے عالم سے سنا ہے کہ جہاد مسلمانوں پر نماز، روزے کی طرح فرض ہے، اس کا منکر کافر ہے؟ اور اگر یہ سچ ہے تو پھر تو جہاد فرض عین ہوا؟

ج:... ہاں مطلق جہاد حکم شرعی ہے، اس کا انکار کرنا کفر ہے۔

میاں بیوی کا ایک دوسرے کے جسم کو دیکھنا

عبداللہ، لاہور

س:... کیا میاں بیوی ایک دوسرے کے جسم کو دیکھ سکتے ہیں؟

ج:... جی ہاں! میاں بیوی ایک دوسرے کے جسم کے پوشیدہ حصے دیکھ سکتے ہیں۔

طلاق بالمعاوضہ خلع ہے

عائشہ بتول، کراچی

س:... میں اپنے شوہر سے طلاق لے رہی ہوں، عدالت میں خلع کی درخواست نہیں دی، کیونکہ طلاق میں خود مانگ کر لے رہی ہوں، تو کیا اس کو خلع کہا جائے گا؟ اور مجھے خلع کی عدت گزارنی ہوگی یا نہیں؟

ج:... اگر آپ طلاق کے عوض میں شوہر کو حق مہر معاف کردیں یا کسی معاوضہ کے بدلے طلاق لے لیں تو یہ خلع ہوگا، جس طرح طلاق کی عدت گزارنا ہوتی ہے، اسی طرح خلع کی بھی عدت ہوتی ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۰ — ۲۷/محرم تا ۵/صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/دسمبر ۲۰۱۱ء — شمارہ:۴۸

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن کی پریس کانفرنس	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
دعوت دین اور اس کا طریقہ کار	۷	ڈاکٹر رفیق حسین شاہ
قرض حسن اور انفاق فی سبیل اللہ کا بدلہ	۱۱	محمد نجیب قاسمی
اسلام آخری دین، آخری نبی محمد ﷺ	۱۵	مولانا قاضی احسان احمد
قرآن، اسلام اور پیغمبر اسلام....	۱۹	انتخاب لطیف پریشان
مولانا وحید الدین کی بے خبری یا تجاہل عارفانہ؟	۲۱	مفتی محمد سعید خان
مولانا شجاع آبادی کی تبلیغی مصروفیات	۲۵	رپورٹ محمد فیضان الحق منصوری

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۴۲۳۴۴۷۶، ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث　　گزشتہ سے پیوستہ

دُنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اللہ تعالیٰ کی نظر میں دُنیا کی حقارت وذِلت

دوم:...اس رذالت وکمینگی کے ساتھ ساتھ وہ بے وفا ایسی ہے کہ آج ہے، کل نہیں۔ اوّل تو وہ آدمی کو جیتے جی چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے، جیسا کہ بڑھاپے میں ہم دیکھتے ہیں کہ آدمی نہ ڈھنگ سے کھاسکتا ہے، نہ سوسکتا ہے، نہ چل پھر سکتا ہے، نہ دُنیا کی دُوسری لذات سے لطف اندوز ہوسکتا ہے، اور اگر یہ بھی نہ ہو تو خود آدمی ان ساری چیزوں کو چھوڑ چھاڑ کر بیک بینی و دو گوش یہاں سے رُخصت ہوجاتا ہے، اور دُنیا کی ساری لذتیں اس سے جبراً چھین لی جاتی ہیں، پس ایک ایسی چیز جس پر موت کی تلوار ہر وقت لٹک رہی ہو اور جس کے چھن جانے کا کھٹکا ہر دَم لگا رہے، کوئی عاقل اس سے دل نہیں لگا سکتا۔

ایک عارف کا قول ہے کہ: ”اگر دُنیا میں اور کوئی بُرائی نہ ہوتی اور بالفرض حساب وکتاب کا اندیشہ بھی نہ ہوتا تب بھی اس کی زوال پذیر کیفیت ایسی تھی کہ کوئی عاقل اس سے دل نہ لگاتا۔“ ایک اور عارف فرماتے ہیں:

حالِ دُنیا را پرسیدم من از فرزانہ
گفت یا ظلے است یا بادیست یا افسانہ!
باز پرسیدم کہ گوآں کس کہ دل دروے بہ بست
گفت یا غولیست یا دیویست یا دیوانہ!

ترجمہ:...”میں نے ایک دانا سے دُنیا کا حال دریافت کیا، تو فرمایا: اسے سایہ سمجھو، یا ہوا، یا افسانہ۔ میں نے پھر عرض کیا کہ: اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو یہاں دل لگا بیٹھے؟ فرمایا: وہ کوئی جن بھوت ہوگا یا پھر دیوانہ ہوگا۔“

سوم:...دُنیا کی ایک قباحت یہ ہے کہ یہاں کوئی لذت بھی خالص نہیں، بلکہ ہر لذت سینکڑوں آفات و مصائب میں لپٹی ہوئی ہے، آدمی دو وقت کا کھانا کھاتا ہے، اسی پر غور کرلیا جائے کہ پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے اسے کن مصیبتوں اور مشقتوں سے گزرنا پڑتا ہے؟ اور پھر کھانے کے بعد سینکڑوں بیماریاں اور مصیبتیں جنم لیتی ہیں، اور اگر خدا خدا کرکے صحیح ہضم بھی ہوگیا تو اس کا نتیجہ بول و براز جیسی گندگی کی شکل میں رُونما ہوتا ہے، لوگ اس دُنیا میں عزت و وجاہت اور مال ومنال کے پیچھے دوڑتے ہیں، مگر آفات ومصائب اور پریشانیوں کے جال میں گرفتار ہوکر رہ جاتے ہیں، دُنیا کا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص جس قدر لذات کی جستجو کرے گا اسی قدر آفات کا شکار ہوگا، اور جو شخص جس قدر قناعت سے کام لے گا اسی قدر آسودہ رہے گا۔

چہارم:...دُنیا کی ایک خاصیت یہ ہے کہ یہاں کسی کا پیٹ نہیں بھرتا، بلکہ جس قدر دُنیا سمیٹنے کی زیادہ کوشش کرے اسی قدر اس کی بھوک بڑھتی جاتی ہے، بالآخر استسقا کے مریض کا سا حال ہوجاتا ہے کہ اگر دریا بھی ہڑپ کرجائے تب بھی پیاس نہیں بجھتی۔ اس لئے عقل مند وہ ہے جو یہاں بقدرِ کفاف پر قناعت کرے اور جوع البقر میں مبتلا نہ ہو۔

پنجم:...دُنیا کی ایک خاصیت یہ ہے کہ اس میں آدمی کا انہماک جس قدر بڑھتا ہے اسی قدر آخرت سے غفلت بڑھتی جاتی ہے، گویا دُنیا و آخرت دونوں مخالف سمت میں واقع ہیں کہ ایک کی طرف جتنا قرب ہوگا، دُوسری سے اسی قدر بُعد بڑھتا جائے گا، اور آخرت چونکہ انسان کا اصلی وطن ہے اور حق تعالیٰ کو محبوب ہے، اس لئے دُنیا میں انہماک کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے اصلی وطن کی تیاری سے محروم رہ جائے گا۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو لوگ دُنیا میں منہمک ہوکر آخرت سے غافل ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ کچھ لوگ کشتی میں سوار ہوکر سفر کر رہے تھے، کشتی ایک جزیرے کے ساحل پر ٹھہری، لوگ اپنی ضروریات کے لئے جزیرے میں اُتر گئے، کچھ احمقوں کو وہاں کے سبزہ زار ایسے پسند آئے کہ انہی میں مگن ہوکر رہ گئے، کشتی اپنے وقت پر چھوٹ گئی، اور یہ رات کے وقت جزیرے کے درندوں کا لقمۂ تر بن گئے۔

ششم:...دُنیا کی ایک سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ آدمی کو یہاں کی ہر چیز کا حساب چکانا ہے، ابتدائی زندگی سے لے کر مرنے تک پوری زندگی کی آمد وصرف کا حساب جس شخص کے سامنے ہو، وہ یہاں کی لذات سمیٹنے کی درپے ہوگا؟ یا اپنا بوجھ زیادہ سے زیادہ ہلکا رکھنے کی کوشش کرے گا؟ یہاں آدمی یہ سمجھتا ہے کہ جتنی دولت کسی کے پاس زیادہ ہو، اور عیش پرستی اور تنعم کے اسباب جتنے زیادہ فراہم ہوں، وہ اسی قدر کامیاب ہے۔ مگر کل جب حساب و کتاب کے کھاتے کھلیں گے تب نظر آئے گا کہ اس دُنیا میں جو لوگ جتنے زیادہ ہلکے پھلکے تھے اسی قدر کامیاب نکلے۔ اس لئے یہاں کی کامیابی درحقیقت ناکامی وہلاکت ہے، اور یہاں کی ناکامی درحقیقت کامرانی ہے۔

یہاں یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم اور ارشاداتِ نبویہ میں جس دُنیا کی مذمت فرمائی گئی ہے کہ اس سے وہ دُنیا مراد ہے جو حق تعالیٰ شانہٗ کی طاعت و بندگی اور آخرت کی تیاری سے غافل کردے، ورنہ دُنیا کی وہ چیزیں جو یادِ الٰہی اور یادِ آخرت میں معاون ہوں وہ مذموم نہیں، بلکہ آخرت کے حصول کا ذریعہ ہونے کے لحاظ سے ممدوح ہیں۔

اور یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ دُنیا کی چیزوں کو اگر اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ وہ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کمزور بندوں کی معاش کے لئے عطا فرمائی ہیں تو ان کی حیثیت عطیۂ الٰہی اور انعامِ ربانی کی ہوجاتی ہے، اس لحاظ سے وہ لائقِ قدر اور مستوجبِ شکر ہیں، اللہ کے مقبول بندے یہاں کے ذرائع واسبابِ معاش کو اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان پر کریم آقا کا شکر بجالاتے ہیں، اور دُنیا کی یہ نعمتیں ان کے لئے جمال وجلالِ الٰہی کے دیدار کا آئینہ بن جاتی ہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ حق تعالیٰ کے اَحکام سے غافل ہوکر دُنیا کی لذات میں منہمک ہوجاتے ہیں ان کے لئے یہی نعمتیں حق تعالیٰ سے سرکشی اور بغاوت کا ذریعہ بن جاتی ہیں، وہ شکر کے بجائے کفرانِ نعمت کا راستہ اختیار کرلیتے ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ اپنی صحیح معرفت نصیب فرمائے اور دُنیا کی حقیقت ہم پر کھول دے، اور یہاں کی تمام چیزوں کو ہمارے لئے اپنی مرضیات کے حصول کا ذریعہ بنادے، آمین! ☆☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

جمعیت علمائے اسلام کے امیر

حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی دفتر ختم نبوت آمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

پاکستان ایک بار پھر افواہوں، اسکینڈلوں اور بحرانوں کی زد میں ہے۔ ایک طرف ۲۶/نومبر ۲۰۱۱ء کی شب نیٹو افواج کے ہیلی کاپٹروں نے پاکستانی فوج کی تین چیک پوسٹوں پر حملہ کر کے ایک میجر اور ایک کیپٹن سمیت ۲۸/فوجیوں کو شہید اور ۳۵ سے زائد جوانوں کو زخمی کر دیا۔ دوسری طرف پاکستان کے وجود کے ازلی دشمن قادیانیوں کے ایک مہرے اعجاز منصور نے اپنے پیشروؤں کی طرح خبث باطن کا اظہار اور پاکستان دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے میموگیٹ اسکینڈل کھڑا کر کے پاکستان کو بدنام اور بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کی ناکام کوشش کی۔ تیسری طرف پاکستان دشمن لابیوں کی قدیم روش کہ جب ملک پاکستان پر بیرونی بحران آئے تو اندرونی طور پر بھی اسے اضطراب اور انتشار میں مبتلا کر دو۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۶/نومبر ۲۰۱۱ء کی شب پاکستانی فوج کی چیک پوسٹوں پر بمباری کی گئی اور ۲۷/نومبر ۲۰۱۱ء مطابق یکم محرم الحرام ۱۴۳۳ھ اتوار کے دن بعد نماز عصر نمائش چورنگی پر رونما ہونے والے ایک سانحے کو (جس کی تفصیل آپ نے گزشتہ شمارے میں ملاحظہ فرمائی) آڑ بنا کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر اور جامع مسجد باب الرحمت پر یلغار کر دی گئی، تاکہ کراچی میں مذہبی تصادم کرا کر پاکستانیوں کو ایک بار پھر باہم دست و گریبان اور فرقہ وارانہ فسادات کی بھٹی میں جھونک دیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے اکابر کی نشانی اور جمعیت علمائے اسلام کے امیر حضرت اقدس مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو کہ جن کے سیاسی تدبر اور دور اندیشی نے اس سازش کو بھانپ لیا اور بروقت اس کو روکنے کی تدابیر اختیار کیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ امیر محترم اور قائد جمعیت جب دس دسمبر ۲۰۱۱ء کو کراچی تشریف لائے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی دفتر میں بھی تشریف لائے اور ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس کی، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

''کراچی (اسٹاف رپورٹر) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ اور قومی کشمیر کمیٹی کے چیئرمین مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ میموگیٹ اسکینڈل کے خالق قادیانی ہیں جو اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں، یہ ایک لاوارث دستاویز ہے، 9/11 کے بعد مذہبی قوتوں کے خلاف ہونے والی کارروائی کا مقصد پاکستان کو افغانستان بنانے کی سازش تھی جس کو مذہبی قیادت نے ناکام بنا دیا، متحدہ مجلس عمل (ایم ایم اے) کے قیام سے فعالیت تک فرقہ واریت میں کمی آئی اور کسی کی جرأت نہیں ہوئی کہ کوئی فرقہ واریت کو فروغ دے سکے، ہم جلد ایم ایم اے کو فعال کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ الیکشن کے نتائج سے قبل کسی کو بڑی چھوٹی قوت قرار دینا قبل از وقت ہے ایسا کہنے والی قوتیں کوئی اور ہوتی ہیں۔ صدر پاکستان بیمار ہیں اور وہ ملک میں ضرور واپس آئیں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ہفتہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مسجد باب الرحمت سے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر جے یو آئی کے امیر قاری محمد عثمان، مولانا عبدالکریم عابد، محمد اسلم غوری، مولانا محمد غیاث، مولانا حماد اللہ شاہ، ڈاکٹر نصیر الدین سواتی، مولانا امداد اللہ، مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی، مولانا اعظم جہانگیری، ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، قاضی فخر الحسن، شمس الرحمان اور دیگر بھی موجود تھے۔ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ ہم عالمی

مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر اور مسجد باب الرحمت میں چند روز پہلے پیش آنے والے واقعہ کی مذمت اور علماء سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں، ختم نبوت امت مسلمہ کا ایسا پلیٹ فارم ہے جس نے ہمیشہ امت کو ایک جگہ جمع کرنے میں اہم کردار ادا کیا 1951ء کی 22 نکاتی قرارداد مقاصد آج بھی ملی اور جمہوری اثاثہ ہے۔اس وقت جب کہ عالمی قوتیں مسلمانوں کو تعصبات میں لڑوا کر امت کو منتشر کروانا چاہتی ہیں اور ایسے واقعات سے ان سازشوں کو تقویت ملتی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ امت وحدت کا مظاہرہ کر کے ایسے عناصر کی حوصلہ شکنی کرے جو فرقہ واریت کو فروغ دیتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ پاکستان کے سیاسی محاذ پر کام کرنے والی دینی قوتیں مذہبی ہم آہنگی کے فروغ اور فرقہ واریت کے خاتمے پر یقین رکھتی ہیں۔جمعیت علماء اسلام کے سربراہ نے کہا کہ دینی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی ضرورت ہے جس کے لیے ایم ایم اے کو بحال اور فعال کرنے کی ضرورت ہے امید ہے کہ ہم جلد کامیاب ہونگے ،متحدہ مجلس عمل اپنا دستور اور منشور رکھتی ہے جس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس بات کو بھی تسلیم کر لینا چاہئے کہ پاکستان کا جمہوری نظام مستحکم نہیں ہے اور اس کو مستحکم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ایم ایم اے کی بحالی کے حوالے سے 13 دسمبر کو اس ضمن میں اہم اعلان متوقع تھا تاہم کچھ دن کی تاخیر ہوگئی ہے۔جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ جے یو آئی اور جماعت اسلامی اب بھی پارلیمنٹ میں ایم ایم اے کی نشستوں پر فعال اور متحرک ہیں اور اسی پلیٹ فارم سے ہی حرکت میں رہیں گے۔میموگیٹ اسکینڈل کے خالق قادیانی ہیں جو اسلام اور پاکستان دشمن ہیں، یہ ایک لاوارث دستاویز ہے ہم حسین حقانی کو تو پہچان لیں گے لیکن منصور اعجاز کو کون پہچانے گا جو قادیانی پس منظر رکھنے والا شخص ہے اور قادیانی ہمیشہ اسلام اور پاکستان کے دشمن رہے ہیں۔ایک اور سوال پر انہوں نے کہا کہ الیکشن کے نتائج سے قبل کسی کو بڑی چھوٹی قوت قرار دینا نہیں چاہئے یہ عوام پر چھوڑنا چاہئے اور اگر کوئی کسی قوت کو نمبر دے رہا ہے تو اس کو سمجھنا چاہئے۔ایک اور سوال پر کہا کہ ہم کسی کے ساتھ دنیا میں دشمنی نہیں چاہتے لیکن دوستی بھی غلامی کی طرح نہیں چاہتے ہیں۔پاکستان اور امریکہ کے اب تک آقا اور غلام کی حیثیت سے تعلقات رہے ہیں، اگرچہ حجم میں امریکا ہم سے بڑا ہے لیکن چین بھی تو بڑا ہے آخر ہم اس کو دوست اور امریکا کو آقا کیوں سمجھتے ہیں؟ دراصل یہ رویوں کا معاملہ ہے۔انہوں نے کہا کہ جب افغانستان میں روس شکست کھا رہا تھا تو کمیونسٹ کے خلاف تحریک چلی اور آج جب امریکہ افغانستان میں شکست کھا رہا ہے تو سرمایہ داری کے خلاف دنیا بھر میں تحاریک چلائی جارہی ہیں اس لئے اب امت مسلمہ کو بھی سوچنا ہوگا۔مولانا فضل الرحمان نے ایک اور سوال پر کہا کہ گزشتہ 10 برس سے عالمی قوتوں نے دینی جماعتوں کے خلاف سازشوں کا سلسلہ جاری رکھا اور پاکستان کو بھی افغانستان بنانے کی سازش کی اور مختلف آپریشنز کیے، دہشتگرد اور انتہا پسندی جیسے القابات سے مذہبی قوتوں کو نوازنے کے علاوہ ان پر پاکستان کی زمین تنگ کرنے کی کوشش کی گئی جس کا اصل مقصد پاکستان کو بھی افغانستان بنانا تھا لیکن مذہبی قوتوں نے آئینی اور قانونی راستہ اختیار کر کے اس سازش کو ناکام بنا دیا اس کا تمام سہرا مذہبی قیادت کو جاتا ہے۔دراصل 11/9 کے بعد شروع ہونے والی جنگ تہذیبی ٹکراؤ تھا، لیکن بدقسمتی سے ہمارے یہاں سیکولر ذہن رکھنے والی جمہوری قوتوں کی سوچ عالمی سامراج کی سازش کے نتیجہ میں مغربی سوچ کے قریب تر ہو جاتی ہے اور مذہبی قوتوں کی جمہوری سوچ کو انتہا پسندی اور دہشتگردی سے جوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے یہی ہماری غلط فہمی ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان میں علماء اور مذہبی جماعتوں کا ایک کردار ہے اس کو تسلیم کرنا ہوگا۔ہم نے پارلیمان اور عوام میں رہ کر ہر سازش کا مقابلہ کیا۔دنیا کو دو چار خودکش بمبار تو نظر آئے،لیکن انہیں وہ ہزاروں لوگ نظر نہیں آئے جنہیں خودکش بمبار بننے سے روک کر واپس لایا گیا۔ایک سوال پر انہوں نے کہا کہ صدر پاکستان بیمار ہیں اور وہ ملک میں ضرور واپس آئیں گے۔“

اللہ تعالیٰ پاکستان اور اہل پاکستان کی حفاظت فرمائے۔پاکستان کے دشمنوں اور ان کے ایجنٹوں کو ناکام و نامراد بنائے اور مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

قرآن وسنت کی روشنی میں

دعوتِ دین اور اس کا طریقہ کار

ڈاکٹر رفیق حسین شاذ

اللہ رب العالمین جو تمام کائنات کا یکتا وتنہا خالق ومالک ہے، اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں، دوسری کوئی ہستی چاہے نبی ہو، ولی ہو، فرشتہ ہو یا جن ہو ذرہ برابر شریک نہیں۔ تمام طاقتیں اور خزانے اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں، اس کا کوئی کفو یعنی ہم سر نہیں، کوئی مدمقابل نہیں، کوئی مثل یعنی برابری کرنے والا نہیں، کائنات کی بلندیوں کے سمندروں کی گہرائیوں کے، زمین کے اجالوں اور اندھیروں کے تمام غیوب وشہود کو جاننے والا وہی ہے، وہی کل کائنات کا مدبر ومنتظم ہے، وہی تمام مخلوقات کا رازق اور روزی رساں ہے، وہی سب کی دعاؤں اور فریادوں کو مافوق الاسباب سننے والا اور اپنے رحم وکرم اور عطاء وبخشش سے پوری کرنے والا اور مشکلات کو حل کرنے والا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے در کے سوالی ہیں اور وہ ہر آن نئی شان میں ہے۔“ (الرحمٰن:۲۹)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ”اے انسانو! تم سب اللہ کے محتاج یعنی فقیر ہو، وہ اللہ ہی ہے جو عطا کرنے والا اور قابل تعریف ہے۔“ (فاطر:۱۵)

ان آیات کی تفسیر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے:

”جب تم سوال کرو تو اللہ ہی سے سوال کرو اور جب تم مدد مانگو تو اللہ ہی سے مدد مانگو۔“ (مشکوٰۃ)

”جو اللہ سے سوال نہیں کرتا، اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔“ (ترمذی)

اور خود سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیش نظر رہے تاکہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی قدم ہٹنے نہ پائے:

ترجمہ: ”اے نبی! کہہ دیجئے کہ میں صرف اپنے رب سے دعا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔“ (الجن:۲۰)

یہ ہے وہ حقیقت، وہ عقیدہ، وہ ایمان جو تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور تبلیغ کا مرکز ومحور رہا، اسی کے اقرار واثبات کی پاداش میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے مومن ساتھیوں پر بے پناہ ظلم وستم ڈھائے گئے۔ عرصہ حیات تنگ کردیا گیا، سب کچھ قربان کرکے ہجرت پر مجبور کردیا گیا، مگر یہ اللہ تعالیٰ کو الٰہ واحد جاننے والے اپنے قول وقرار سے قطعی پیچھے نہ ہٹے اور آخری سانس تک رگوں میں گردش کرتے ہوئے خون کے آخری قطرے تک الٰہ واحد کا کلمہ بلند کرتے رہے اور آخرکار جنت کے حق دار ٹھہرے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (بے حساب صلوٰۃ وسلام ہوں آپ پر) اور آپ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تمام ایماندار بندوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ کفر وشرک اور بدعات وخرافات کے اندھیروں میں بھٹکتی ہوئی، دنیاوی، عارضی آسائشوں اور حسن وجمال کی شیطانی فریب کاریوں میں ڈوبی ہوئی اس امت کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے اور اس قرآن وسنت کی طرف دعوت دی جائے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے جنت کی ضمانت کے طور پر چھوڑ گئے ہیں اور جن پر عمل کرکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شامل ہوئے۔

خالق کائنات نے فرمایا:

ترجمہ: ”جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو، تمہارے لئے اس جنت کی بشارت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی، وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور جس چیز کی خواہش کروگے وہ تمہاری ہوگی۔ یہ سب اس معاف کرنے والے اور رحم کرنے والے کی طرف سے عطا ہوگا اور اس شخص کی بات سے زیادہ اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف دعوت دی اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں اور اے نبی، نیکی وبدی یکساں نہیں ہیں، بدی کا جواب اس نیکی سے دو جو بہترین ہو، تم

دیکھو گے کہ جس کی تم سے دشمنی تھی وہ تمہارا مہربان دوست بن گیا ہے۔ یہ صفت ان میں ہوتی ہے جو بہت صبر کرنے والے ہیں اور یہ مقام ان کو نصیب ہوتا ہے جو بہت اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ (وسوسہ) محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو، وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔''

(حٰم السجدہ:۳۰،۳۶)

مذکورہ بالا فرمان مومن بندوں کی ہدایت و راہنمائی کے لئے نہایت جامع اور اثر انگیز ہے یعنی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا رب مان لیا۔ اس یقین کے ساتھ کہ ہر اچھائی اور برائی، ہر امتحان و آزمائش، ہر فضل و کرم اور ہر نقصان و خسارہ فقط اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ تمام اربابا من دون اللہ کو چھوڑ کر اس بات پر جم گئے، ٹھہر گئے، ثابت قدم ہو گئے، جیسا کہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''کوئی مصیبت بھی نہیں آتی مگر اللہ کے اذن ہی سے آتی ہے۔''

(التغابن:۱۱)

ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''اور مدد نہیں آتی مگر اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔'' (الانفال:۱۰)

نیز فرمایا:

ترجمہ: ''اگر اللہ تم کو کسی تکلیف میں ڈالے تو خود اس کے سوا کوئی نہیں جو اس تکلیف کو دور کردے اور اگر وہ تمہارے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو روکنے والا بھی کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔'' (یونس:۱۰)

آگے فرمایا:

ترجمہ: ''ان پر فرشتے جنت کی بشارت یعنی خوشخبری لے کر نازل ہوتے ہیں کہ ایمان قبول کرنے کے بعد چاہے سب کے سب مخالف ہوجائیں۔ ناراض ہوجائیں، دنیا کی ہر خوشی چھین لی جائے مگر ہمت نہ ہارنا، دل برداشتہ نہ ہونا، خود کو تنہا محسوس نہ کرنا، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، ہم تمہارے ولی یعنی دوست ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، دنیا میں غربت و افلاس سہی، فقر و فاقہ سہی، مگر جنت کی ابدی بادشاہت تمہارا حق ہے جو اس غفور و رحیم کی طرف سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے۔''

اس بشارت اور طمانیت قلب کے بعد اس ذمہ داری کی تلقین و ترغیب ہے جس کے عوض اس ابدی فوز وفلاح کا وعدہ کیا گیا ہے:

ترجمہ: ''کہ اس شخص کی بات سے بہتر بات بھلا کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف دعوت دی، الٰہ واحد کی بندگی کی تبلیغ کی اور دنیا کے سامنے عالم بے عمل کی طرح نہیں بلکہ اعمال صالحہ کا پیکر بن کر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند رہا۔''

جیسا کہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''تم میں کچھ لوگ ایسے ہونا ضروری ہیں جو نیکی کی طرف دعوت دیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے منع کریں، یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' (آل عمران:۱۰۴)

اس آیت میں خیر کا لفظ بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے، جس میں ہر طرح کی اچھائی، نیکی، بھلائی اور خوبی شامل ہے، تو پھر غور و تدبر کا مقام ہے کہ جو شخص سراپا خیر کی طرف دعوت دے رہا ہو، گمراہ انسانیت کو راہ راست کی جانب، روشنی کی جانب اور ہدایت و ابدی کامیابی کی جانب بلا رہا ہو، اس کا اپنا لب و لہجہ کتنا شیریں، اخلاق کتنا اعلیٰ، کردار کتنا بے داغ اور سیرت کتنی پختہ ہونا چاہئے، بصورت دیگر اگر اس کے اپنے ہی قول و فعل میں تضاد ہو، تو کیا اس کی دعوت و تبلیغ کا کوئی اثر ہو سکے گا؟ اس سے غفلت و جہالت کا تدارک ہو سکے گا؟ نہیں ہرگز نہیں۔

ترجمہ: ''ایمان والے تو وہ ہیں جو لغویات سے پرہیز کرتے ہیں۔'' (المومنون:۳)

ترجمہ: ''اگر کسی لغو (فضول کام یا جگہ) پر ان کا گزر ہو جائے تو دامن بچا کر گزر جاتے ہیں۔'' (الفرقان:۷۲)

اس کے ساتھ ہی سورۂ نحل کی اس آیت پر بھی تھوڑا سا غور کر لیا جائے تو بہتر ہے:

ترجمہ: ''اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو، حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور موثر طریقے سے گفتگو کرو۔''

(النحل:۱۲۵)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں تمہیں اس حال میں نہ دیکھوں کہ تم کسی جماعت کے پاس جاؤ اور وہ کسی کام میں مشغول ہوں اور اسی حال میں تم ان کو اپنا وعظ سنانا شروع کردو بلکہ تمہیں چاہئے کہ تم خاموش رہو اور جب وہ فرمائش کریں تو ان کو سناؤ تاکہ وہ رغبت سے سنیں۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ لوگوں کو جمعہ، جمعہ وعظ کیا کرو اگر اس سے زیادہ ہو تو ہفتہ میں دو بار اور اگر اس سے بھی زیادہ ہو تو ہفتہ میں تین بار اور لوگوں کو اس قرآن سے بیزار نہ کرو اور ایسا ہرگز نہ ہو کہ تم

لوگوں کے پاس ایسے وقت میں آؤ کہ جب وہ اپنی کسی اور دلچسپی میں ہوں اور اس وقت ان کو وعظ سنانا شروع کرو اور اس کا نتیجہ بے زاری ہو، ایسے موقع پر خاموش رہو، یہاں تک کہ لوگ تم سے خواہش کریں تو ان کو سناؤ تا کہ وہ توجہ سے سنیں۔“ (صحیح بخاری)

آگے فرمایا: جس نے اعمال صالحہ اختیار کئے، یعنی اس کے اقوال وافعال میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ ڈھنگ نمایاں ہو، لب و لہجے میں شیرینی وشائستگی ہو، جذباتیت وانانیت نہ ہو، صبر وتحمل ہو، ایثار اور بردباری ہو، عفو ودرگزر اس کا شیوہ ہو، حقوق وفرائض کی پاسداری کرنے والا ہو اس کا چہرہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو، یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور عورتوں کے چہروں سے مشابہت نہ ہو، نمازوں کی پابندی کرنے والا ہو کہ اعمال صالحہ میں سب سے زیادہ اہمیت و فضیلت نماز ہی کی ہے، جس کے ادا کرنے والے مومن ہیں اور غفلت وسستی برتنے والے سخت ترین عذاب کے سزاوار ٹھہریں گے۔

جیسا کہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”یقیناً وہ مومن فلاح پاگئے جو اپنی نمازیں بہت دل لگا کر پڑھتے ہیں، یہی ہیں وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں، یہی لوگ تو وارث ہوں گے جن کی وراثت فردوس ہے، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔“ (مومنون:۱،۲،۹،۱۱)

ترجمہ: ”اللہ ہی کی طرف رخ پھیر لو، اسی کا تقویٰ اختیار کرو اور نماز قائم کرو اور مشرکین میں شامل نہ ہو۔“ (الروم:۳۱)

ترجمہ: ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارا مال و دولت اور تمہاری اولاد کہیں تمہیں اللہ کے ذکر (تمام احکامات بشمول نماز) سے غافل نہ کردیں، جس نے غفلت برتی وہی خسارہ پانے والوں میں شامل ہوگا۔“ (المنافقون:۹)

ترجمہ: ”پس تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔“ (الماعون:۴،۵)

ترجمہ: ”وہاں مجرمین سے پوچھا جائے گا تمہیں کون سا جرم جہنم میں لے آیا تو وہ کہیں گے (ایمان لانے کے بعد) کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں شامل نہ ہوتے تھے۔“ (المدثر:۴۱،۴۳)

پھر آگے فرمایا: نیکی و بدی یکساں نہیں ہیں یعنی دونوں کا انجام مساوی نہیں مختلف ہے پس اگر کوئی تمہاری دعوت وتبلیغ سے، اپنی غفلت و جہالت کی بنا پر نفرت کرتا ہے، مخالفت کرتا ہے، ایذا رسانی تک سے گریز نہیں کرتا تو وہاں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا ہے بلکہ اس مخالفت و اذیت کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنا ہے اور بہت نرمی کے ساتھ اس کو جواب دے کر وہاں سے الگ ہوجانا ہے کہ یہی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کرکے الگ ہوجاتے ہیں۔“ (الفرقان:۶۳)

یعنی دعوت حق دینے والے جاہل لوگوں کی طرح خود جہالت پر نہیں اتر آتے بلکہ پتھروں کا جواب پھولوں سے، گالیوں کا جواب دعاؤں سے، نفرت کا جواب محبت سے دیتے ہیں، پھر تمہاری اس محبت وخلوص کا اور اخلاق حسنہ کا نتیجہ کیا نکلے گا کہ جو کل تک تمہارا مخالف تھا، دشمن تھا، آج تمہارا مہربان دوست بن گیا ہے لیکن ان تمام آزمائشی مراحل سے وہی اہل ایمان بہ آسانی گزر سکتے ہیں جو بہت صبر کرنے والے اور بہت اعلیٰ ظرف ہیں۔ یہاں سورۂ العصر کا حوالہ دینا نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے:

ترجمہ: ”تیزی سے گزرتے ہوئے وقت کی قسم، تمام انسان خسارے میں ہیں، سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے پھر حق کی تبلیغ کیا اور صبر کی تلقین کی۔“

دعوت وتبلیغ کے حوالے سے یہ سورت نہایت جامع اور مکمل نظر آتی ہے اور تمام انسانیت سے خطاب ہے کہ غفلت و جہالت میں ڈوبے ہوئے انسانو، سنو، غور کرو، یہ برق رفتاری سے گزرتا ہوا زمانہ اپنے انجام یعنی موت اور قیامت کی طرف گامزن ہے، جس شیطانی روش پر کاربند ہو اسے چھوڑ دو، موجودہ طرز حیات محبت واطاعت کی نہیں بلکہ نفرت و بغاوت کی آئینہ دار ہے، اس کا انجام جنت نہیں جہنم ہے اس فانی دنیا کی رنگین مدہوشیوں کو چھوڑ کر دین اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرو تا کہ موت کے بعد پشیمانی نہ ہو، ورنہ یہ سب چار دن کی بہاریں ہیں جو عنقریب خزاؤں میں بدل جائیں گی۔ یہ جگ مگ کرتی روشنیاں اندھیروں میں گم ہوجائیں گی، یہ خوبصورت اور خوب صحت جسم اکڑ جائیں گے، یہ دلکش اور حسین چہرے مرجھا جائیں گے، یہ پرکشش آنکھیں پتھرا جائیں گی یہ قیمتی ملبوسات، سادے کفن میں تبدیل ہوجائیں گے، تمام عزت، دولت، شہرت، انعامات، اعزازات، میڈلز خاک میں مل جائیں گے۔ یہ سب کھیل تماشے گانا، بجانا، ناچنا، فلمیں، ڈرامے، بے پردگی، فضول خرچی، یہ فن اور آرٹ وغیرہ سب مل کر تمہارے اوپر عذاب کی شکل میں مسلط ہوجائیں گے۔ اس وقت کیا کروگے؟ یہ

سب شیطانی مکروفریب کے جال ہیں، دھوکے ہیں، جواس میں پھنس گیا اس کی خیر نہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دین اسلام کسی کو اعلیٰ تعلیم سے بہتر رہائش سے، متوازن خوراک سے اور دیگر بنیادی ضروریات سے نہیں روکتا بلکہ حکم دیتا ہے کہ محنت کرو اور سب کے حقوق ادا کرو، لیکن جائز اور حلال طریقوں سے اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کو چھوڑ کر، آخرت کی فکر و پرواہ کئے بغیر، چوری، ڈکیتی، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، رشوت، جوا، سود اور دیگر غلط طریقوں سے دنیا بنائی تو لعنت ہے ایسی دنیا پر اور افسوس ایسی عزت، دولت وشہرت پر، بس اس خسارے سے، بھڑکتی ہوئی آگ سے وہی لوگ نجات پائیں گے جو ایمان والے ہوں گے اور اعمال صالحہ پر عمل پیرا ہوں گے اور پھر یہی نہیں کہ اپنے ایمان و اعمال کی اصلاح کی اور دنیا سے کنارا کرلیا یا اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کو پامال ہوتے دیکھا اور خاموش رہے، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق بنتا رہا اور دیکھتے رہے، نہیں بلکہ جس حق کو جانا اور مانا ہے اس کی تبلیغ بھی کی ہے اور پیش آنے والی مخالفت پر ثابت قدم رہے اور صبر کیا ہے۔ جب شیطان راہ حق سے روکنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کرے وسوسے ڈالے، دل شکنی کرے تو بالکل اس کا خیال نہ کرنا، بلکہ اللہ کی پناہ مانگ لینا، یقیناً وہ سب کچھ سننے والا اور سب کی سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ غرض یہ کہ قرآن واحادیث کی روشنی میں دعوت دین کا یہ طریق کار ہمارے سامنے آتا ہے اور اسی کے مطابق عمل کرکے ہم، دین حق کی تبلیغ کا تھوڑا بہت حق ادا کرنے کی کوشش کرکے آخرت کی فلاح و کامیابی کے حق دار بن سکتے ہیں۔ ☆☆

پولیس، رینجرز کو کارروائی نہ کرنے کا حکم تھا: امت رپورٹ

ایم اے جناح روڈ پر نمائش چورنگی کے قریب ہونے والی فائرنگ کا واقعہ انتظامیہ کی غفلت کے باعث پیش آیا، جس کے نتیجے میں دو افراد ہلاک اور ایک صحافی سمیت ۸ افراد زخمی ہوئے، جبکہ شرپسندوں نے ۳۵ موٹر سائیکلوں سمیت ۴۰ گاڑیوں کو نذر آتش کردیا اور مسجد ختم نبوت پر بھی حملے کی کوشش کی۔ اس واقعے سے قبل حکومتی سطح پر بار بار دعوے کئے جارہے تھے کہ محرم الحرام کے شروع ہوتے ہی شہر بھر کی امام بارگاہوں، مجالس کے مقامات، ماتمی جلوسوں کے راستوں اور حساس مقامات کی سیکورٹی سخت کردی جائے گی اور ان مقامات پر پولیس ورینجرز کی بھاری نفری تعینات کی جائے گی۔ تاہم اتوار کے روز صورت حال اس وقت خراب ہوئی جب کالعدم سپاہ صحابہؓ کی جانب سے یوم عمر فاروقؓ کے حوالے سے ایم اے جناح روڈ پر ریلی نکالی گئی۔ ریلی کے شرکاء نے پاکستانی پرچم اٹھا رکھے تھے۔ یہ ریلی جب نمائش چورنگی سے گزر کر تبت سینٹر کی طرف روانہ ہوئی تو اس دوران نمائش چورنگی پر ریلی کے شرکاء کو وہاں محرم کے حوالے سے اپنے کیمپ لگانے والے اسکاؤٹس کے درمیان تلخ کلامی بھی ہوئی۔ واضح رہے کہ محرم الحرام کے دوران نمائش چورنگی پر ایک فرقے کی جانب سے سبیلیں اور طبی امداد کے کیمپ لگائے جاتے ہیں اور ان دنوں یہ حساس علاقہ کہلاتا ہے۔ اس موقع پر جھگڑے کو روکنے کے لئے رینجرز یا پولیس افسران موجود نہیں تھے اور ابھی جھگڑا شروع ہوئے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ نمائش چورنگی پر قائم بوتراب اور حیدری اسکاؤٹس کے کیمپوں پر نامعلوم افراد نے فائرنگ کردی، جس کے نتیجے میں دو اسکاؤٹ موقع پر ہلاک اور ایک زخمی ہوگیا۔ فائرنگ کے واقعہ کے بعد شرپسند گروپوں نے توڑ پھوڑ شروع کردی اور قریب ہی واقع مسجد ختم نبوت پر حملے کی کوشش کی اور مسجد کے اندر موجود تمام گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں جلاڈالیں۔ سڑک سے گزرنے والی ٹریفک روک دی اور گاڑیوں پر پتھراؤ شروع کردیا اور اس کے بعد فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ نامعلوم افراد کی فائرنگ سے مرنے والے اسکاؤٹ زین العابدین اور اظہر علی کی لاشیں اور پاک حیدری کے زخمی اسکاؤٹ ایاز علی سمیت دیگر دو افراد عمر فاروق اور منیر ولد مبین کو بھی سول ہسپتال منتقل کیا گیا۔ اس واقعے کے بعد علاقے میں شدید کشیدگی پھیل گئی تھی اور شدید فائرنگ کے ساتھ ساتھ گاڑیاں جلانے کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ شرپسندوں نے ۳۵ موٹر سائیکلیں اور پانچ گاڑیوں کو نذر آتش کردیا، جبکہ رینجرز نے اس دوران ختم نبوت مسجد کو گھیرے میں لے لیا، جس پر شرپسند حملے کی کوشش کررہے تھے۔ مشتعل مظاہرین کا کہنا تھا کہ مسجد کے اندر موجود افراد کو گرفتار کرکے ان کے حوالے کیا جائے کیونکہ وہی ان پر فائرنگ میں ملوث ہیں۔ اس مطالبے پر رینجرز نے محاصرہ کرکے اندر موجود چند افراد کو حراست میں لیا اور جب باہر لے کر آئے تو اس دوران مشتعل افراد نے ان پر دھاوا بول دیا، جس پر رینجرز نے ہوائی فائرنگ شروع کردی۔ رینجرز کی فائرنگ کے ردعمل میں شرپسندوں نے بھی شدید فائرنگ کی جس کے نتیجے میں مزید ۶ افراد زخمی ہوئے، جن میں ایک نجی ٹی وی چینل کے رپورٹر احسان کوہاٹی بھی شامل تھے۔ اس دوران رینجرز اور پولیس اہلکاروں نے کسی بھی شرپسند کو نہ تو گاڑیاں جلانے سے روکا نہ کسی کو گرفتار کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ابھی اوپر سے آرڈر نہیں ہے۔ دوسری جانب صوبائی وزیر داخلہ منظور وسان نے اس واقعے کی رپورٹ ڈی آئی جی ساؤتھ سے طلب کرلی ہے اور رینجرز و پولیس اہلکاروں کو چوکس رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (روزنامہ امت کراچی، ۲۸/نومبر ۲۰۱۱ء)

قرضِ حسن اور انفاق فی سبیل اللہ کا بہترین بدلہ

محمد نجیب قاسمی، ریاض

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم عطا فرما کر اور اسے اشرف المخلوقات قرار دے کر دنیا میں بھیجا۔ عقل کی ہدایت اور نگہبانی کے لئے اس کو شریعت کی روشنی سے نوازا تا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرے اور ایک نیک و صالح اور منصفانہ معاشرہ کی تعمیر کا انجام دے۔ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے روز اول سے انبیاء و رسل دنیا میں بھیجے اور یہ سلسلہ خاتم الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا، جن کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت و اطاعت کا مکلف بنا کر، اس روئے زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا، تا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل کرے اور ایک منصفانہ سماج کی تشکیل کے لئے کوشاں رہے، اس مقصد کے حصول کے لئے یقیناً جسمانی و مالی دونوں طرح کی قربانی درکار ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" (آل عمران:۹۲)

ترجمہ: "جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے ہرگز بھلائی نہیں پاؤ گے۔"

اسی مالی تعاون کے ضمن میں آج قرض حسن ہمارا موضوع ہے۔ قرض کے معنی، تفصیل بعد میں آرہی ہے، جبکہ حسن کے معنی بہتر، خوبصورت اور اچھے کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی چھ آیات میں بارہ مقامات پر قرض کا ذکر فرمایا ہے اور ہر آیت میں قرض کو حسن کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں، ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔" (الہود:۱)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا ہر ہر لفظ اپنے اندر متعدد مفاہیم رکھتا ہے، ان مفاہیم کو قرن اول سے مفسرین قلم بند کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ کل قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔

پہلے قرض کے معنی سمجھیں: قرض کے لغوی معنی کاٹنے کے ہیں، یعنی اپنے مال میں سے کچھ مال کاٹ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا کئی گنا بدلہ عطا فرمائے گا۔ محتاج لوگوں کی مدد کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو مال غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کو دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں کئی کئی گنا اضافہ فرماتا ہے، کبھی ظاہری طور پر، کبھی معنوی و روحانی طور پر اس میں برکت ڈال دیتا ہے اور آخرت میں تو یقیناً اس میں حیران کن اضافہ ہوگا۔

قرض حسن سے متعلق آیات قرآنیہ

۱:... ترجمہ: "کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے تا کہ اللہ تعالیٰ اسے کئی گنا بڑھا کر واپس کرے، مال کا گھٹانا اور بڑھانا سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔" (البقرہ:۲۴۵)

۲:... ترجمہ: "اور تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دیتے رہے تو یقین رکھو کہ میں تمہاری برائیاں تم سے دور کردوں گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔" (المائدہ:۱۲)

۳:... ترجمہ: "کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے تا کہ اللہ تعالیٰ اسے بڑھا کر واپس کرے اور اس کے لئے بہترین اجر ہے۔" (الحدید:۱۱)

۴:... ترجمہ: "مردوں اور عورتوں میں سے جو لوگ صدقات دینے والے ہیں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دیا ہے، ان کو یقیناً کئی گنا بڑھا کر دیا جائے گا اور ان کے لئے بہترین اجر ہے۔" (الحدید:۱۸)

۵:... ترجمہ: "اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا، اللہ تعالیٰ بڑا قدردان اور بردبار ہے۔" (التغابن:۱۷)

۲:... ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو، جو کچھ نیک اعمال تم اپنے لئے آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے، وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہے۔'' (المزمل:۲۰)

قرضِ حسن سے کیا مراد ہے؟

قرآن کریم میں استعمال ہوئی اس اصطلاح (قرضِ حسن) سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا، غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنا، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کرنا، مقروضین کے قرضوں کی ادائیگی کرنا، نیز اپنے بچوں پر خرچ کرنا مراد ہے۔ غرضیکہ انسانیت کے کام آنے والی تمام شکلیں اس میں داخل ہیں، جیسا کہ مفسرین نے اپنی تفسیروں میں تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح قرض حسن میں یہ شکل بھی داخل ہے کہ کسی پریشان حال شخص کو اس نیت کے ساتھ قرض دیا جائے کہ اگر وہ اپنی پریشانیوں کی وجہ سے واپس نہ کرسکا تو اس سے مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

اللہ نے بندوں کی ضرورت میں خرچ کرنے کو قرضِ حسن سے کیوں تعبیر کیا؟

اللہ تعالیٰ نے محتاج بندوں کی ضرورتوں میں خرچ کرنے کو اللہ تعالیٰ کو قرض دینا قرار دیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، وہ نہ صرف مال و دولت اور ساری ضرورتوں کا پیدا کرنے والا ہے، بلکہ وہ تو پوری کائنات کا خالق، مالک اور رزاق ہے، ہم سب اسی کے خزانے سے کھا پی رہے ہیں، تاکہ بڑھ چڑھ کر انسان کے کام آئیں، یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی کفالت کریں، غریب محتاجوں کے لئے روٹی کپڑا اور مکان کے انتظام کے ساتھ ان کی دینی وعصری تعلیمی ضرورتوں کو پورا کرنے میں ایک دوسرے سے مسابقت کریں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے، دونوں جہاں میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اپنے مہمان خانہ جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت ابوالدحداحؓ کا واقعہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب قرض حسن سے متعلق آیت قرآن کریم میں نازل ہوئی تو حضرت ابوالدحداحؓ انصاری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض طلب فرماتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! وہ عرض کرنے لگے: اپنا دست مبارک مجھے پکڑا دیجئے (تاکہ میں آپؐ کے دست مبارک پر ایک عہد کروں)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا، حضرت ابوالدحداحؓ انصاری نے معاہدہ کے طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اپنا باغ اپنے اللہ کو قرض دے دیا، ان کے باغ میں کھجور کے ۶۰۰ درخت تھے اور اسی باغ میں ان کے بیوی بچے رہتے تھے، یہاں سے اٹھ کر اپنے باغ گئے اور اپنی بیوی ام الدحداحؓ سے آواز دے کر کہا کہ چلو اس باغ سے نکل چلو، یہ باغ میں نے اپنے رب کو دے دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

یہ ہے وہ قیمتی سودا جو حضرت ابوالدحداحؓ نے کیا، ان کے پاس دو باغ تھے، ان میں سے ایک باغ بہت قیمتی تھا جس میں کھجور کے ۶۰۰ درخت تھے، جس کو وہ خود بھی بہت پسند کرتے تھے اور اسی میں وہ اور ان کے بچے رہتے تھے، لیکن مذکورہ آیت کے نزول کے بعد یہ قیمتی باغ ضرورت مند لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا، ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا: ''یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ''... اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، چاہے خود ان کو کتنی ہی سخت حاجت ہو....(الحشر:۹)

قرآن میں قرض حسن کے مختلف بدلے:

☆......دنیا میں بہترین بدلہ۔

☆......دنیا و آخرت میں بہترین بدلہ۔

☆......آخرت میں عظیم بدلہ۔

☆......گناہوں کی معافی۔

☆......جنت میں داخلہ۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے والوں کی مثالیں:

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ قرض حسن سے مراد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بندوں کی مدد کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے چند فضائل تحریر ہیں:

ترجمہ: ''جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔'' (البقرہ:۲۶۱)

ترجمہ: ''ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور زوردار بارش اس پر برسے اور وہ اپنا پھل دگنا لاوے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔'' (البقرہ:۲۶۵)

جس قدر خلوص کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کریں گے، اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا اجر وثواب زیادہ ہوگا۔ ایک روپیہ

بھی اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کسی محتاج کو دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ۷۰۰ گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب دے گا۔ مذکورہ بالا آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی دو صفت ذکر کی گئی ہیں: وسیع اور علیم۔ یعنی اس کا ہاتھ تنگ نہیں ہے کہ جتنے اجر کا عمل مستحق ہے وہی ہی دے، بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ دے گا۔ دوسرے یہ کہ وہ علیم ہے کہ جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے اور جس جذبہ سے کیا جاتا ہے، اس سے بے خبر نہیں ہے بلکہ اس کا اجر ضرور دے گا۔

قرض حسن اور انفاق فی سبیل اللہ کس کو دیں؟

جن حضرات کو قرض حسن اور صدقات دیے جاسکتے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں: غریب رشتہ دار، یتیم، بیوہ، فقیر، مسکین، سائل، قرض دار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور وہ مسافر جو حالتِ سفر میں تنگدست ہو گیا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ''جو مال سے محبت کرنے کے باوجود رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے۔'' (البقرہ:۱۷۷)

ترجمہ: ''ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کا حق ہے۔'' (الذاریات:۱۹)

قرض حسن اور انفاق فی سبیل اللہ میں پسندیدہ چیزیں خرچ کریں:

''لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔'' (آل عمران:۹۲)

ترجمہ: ''جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے ہر گز بھلائی نہیں پاؤ گے۔''

''یا ایھا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم۔''

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو۔'' (البقرہ:۲۶۷)

جب ''لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون'' آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے محبوب چیز کے خرچ کرنے کا ذکر فرمایا ہے اور مجھے ساری چیزوں میں اپنا باغ (بیرحاء) سب سے زیادہ محبوب ہے، میں اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور اس کے اجر و ثواب کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے طلحہ! تم نے بہت ہی نفع کا سودا کیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا باغ جو اتنی بڑی مالیت کا ہے وہ صدقہ ہے اور اگر میں اس کی طاقت رکھتا کہ کسی کو اس کی خبر نہ ہو تو ایسا ہی کرتا مگر یہ ایسی چیز نہیں ہے جو مخفی رہ سکے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ: مجھے اپنے تمام مال میں سب سے زیادہ پسندیدہ مال خیبر کی زمین کا حصہ ہے، میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے وقف کردو! اصل روک لو، اور پھل وغیرہ اللہ کی راہ میں دے دو۔ (بخاری، مسلم)

حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید بن حارثہؓ کے پاس ایک گھوڑا تھا جو ان کو اپنی ساری چیزوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا۔ (اُس زمانہ میں گھوڑے کی حیثیت تقریباً وہی تھی جو اس زمانہ میں گاڑی کی ہے) وہ اس کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور لے کر ان کے صاحبزادہ حضرت اسامہ کو دے دیا۔ حضرت زیدؓ کے چہرہ پر کچھ گرانی کے آثار ظاہر ہوئے (کہ گھر میں ہی رہا، باپ کے بجائے بیٹے کا ہو گیا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول کرلیا، اب میں چاہے اس کو تمہارے بیٹے کو دوں یا کسی اور رشتہ دار کو یا اجنبی کو۔

غرضیکہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اپنی محبوب چیزیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیں، جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت مند لوگوں کے درمیان تقسیم کیں۔

وضاحت: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تربیت خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور ان کا ایمان اور توکل کامل تھا، لہٰذا ان کے لئے اپنی پسندیدہ چیزوں کا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا بہت آسان تھا، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات تاریخی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ جنگ خیبر کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اپنا سارا سامان اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا، حضرت عثمان غنیؓ کا ہر ضرورت کے وقت اپنے مال کے وافر حصہ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرنا وغیرہ، وغیرہ۔

آج ہم ایمان وعمل کے اعتبار سے کمزور ہیں اور اگر ہم ''لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون'' کا مصداق بظاہر نہیں بن سکتے ہیں تو کم از کم ''یا ایھا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم'' پر عمل کرکے اپنی روزی صرف حلال طریقہ سے حاصل کرنے پر اکتفا کریں اور اسی حلال رزق میں سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ضرورت مند لوگوں پر خرچ کریں۔ (جاری ہے)

نزلہ، زکام، گلے کی خراش اور کھانسی!

Take NO Tension
Take Sualin
with TOOT SIYAH efficacy

ہمدرد

اسلام آخری دین، آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا قاضی احسان احمدؒ

یہود ونصاریٰ روز اوّل سے اسلام اور اہل اسلام کے بدترین دشمن ہیں، اسلام کے خلاف سازشیں کرنا ان کی زندگی کا مقصد اصلی ہے، جیسے خنزیر جب تک گنے کی فصل کو تباہ و برباد نہ کرے، اس کو سکون اور چین نہیں آتا، ایسے ہی یہود ونصاریٰ اور ان کی ذریت جب تک اپنے خبث باطن کا اظہار نہ کرلیں ان کو بھی صبر وسکون نہیں آتا۔

انگریزوں نے ہندوستان کی سرزمین پر جب تجارت کے نام پر شب خون مارا اور ہندوستانی اور اسلامی روایات کا خون کیا اور اسلامی اقدار کی دھجیاں بکھیریں تو عیسائی پادریوں نے سب سے زیادہ زور اسلام کی مخالفت پر صرف کیا اور اکثر عیسائی کتب جو امریکن سوسائٹی کے تحت الہ آباد میں شائع ہوتی تھیں، ان میں اسلام پر، بے جا اعتراض کئے جن کا تذکرہ محترم جناب جانباز مرزا مرحوم نے اپنی کتاب ''انگریز کے باغی مسلمان'' ص:۷۵،۷۶ پر جناب مولانا امداد صابری کی کتاب ''فرنگیوں کا جال'' ص:۹۲،۹۳ کے حوالہ سے کیا ہے۔

چنانچہ عیسائی پادری ان دنوں ہندوستان میں جو کچھ کررہے تھے یا جو کچھ لٹریچر اور کتب شائع کررہے تھے یا کسی اور انداز میں عیسائیت کی تبلیغ کررہے تھے، یہ سب کچھ انگریز مشنری حکومت کی طاقت اور کامل پشت پناہی کی بنا پر ہورہا تھا۔

عیسائیوں نے عیسائیت کے طور طریقے، خدوخال ہندوستانی عوام بالخصوص مسلم امہ میں منتقل کرنے کی بے انتہا کوشش کی، اس کے لئے انہوں نے مدارس و مساجد، خانقاہوں کے خلاف آواز اٹھائی، نگران کی اس کمزور اور اپنے وطن میں بے گھر اور بے بس مسلمان پر ایک بھی کارآمد نہ ہوسکی، بہر کیف اسلام غالب ہونے کے لئے آیا ہے مغلوب ہونے کے لئے نہیں، تمام ادیان باطلہ کو مٹانے کے لئے آیا ہے خود مٹنے کے لئے نہیں آیا، ایسا ہی اسلام کی حقانیت پر مبنی ایک چشم کشا، دلربا واقعہ اپنے قلب و جگر کی رونق بنائیں:

یاد رکھیں! اللہ کے ہاں دین صرف اور صرف اسلام ہے، اس کے علاوہ جتنے سچے اور برحق دین تھے وہ دین اسلام کے آجانے کے بعد خودبخود ختم ہوگئے ان کی اہمیت اور اجارہ داری ختم ہوگئی، اب اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے اس کو اسلام لانا ہوگا، غلامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آنا ہوگا، اپنے دامن اور روسیاہ کو دامن مصطفی سے وابستہ کرنا ہوگا۔

جب روس میں خداتعالیٰ کا انکار کرنے والے (ملحد) پیدا ہوئے تو ملک مصر میں ایک اجلاس اور میٹنگ منعقد ہوئی، اس میں تمام ادیان سے تعلق رکھنے والے احباب کو مدعو کیا گیا، جو کسی نہ کسی نام سے خداتعالیٰ کو مانتے ہوں جیسے کوئی اللہ، کہہ کر مانتا ہے، کوئی گارڈ، اور کوئی پرماتما، اور کوئی پرمیشر، کہہ کر مانتا ہے، ان سب کو جمع کیا گیا اور مقصد صرف یہ تھا کہ تمام ادیان والے مل کر اس منکر خدا ملحد کا مقابلہ کریں اور اپنے حق ہونے کی صداقت اور حقانیت اس کے سامنے بیان کریں۔

چنانچہ ایک آدمی نے کہا: پہلے ایک آدمی کو صدر مقرر کرلیا جائے تاکہ اس کی اجازت سے بات شروع ہو اور ایک شخص کی سب بات سنیں، چنانچہ ایک شخص کو صدر بنالیا گیا، صدر مجلس نے کہا: میں چند باتیں صاف طور پر تم سے کہنا چاہتا ہوں، آپ سب دین والے روس کے دہریوں کے خلاف اکٹھے ہوئے ہیں، لیکن تم سب کے دین ہی الگ الگ ہیں تو تمہارا یہ اتحاد کب تک رہے گا، آج نہیں تو کل ٹوٹ جائے گا، اس لئے پہلے آپس میں کیوں نہ سوچ لیں ہمارے دینوں میں سے کون سا دین حق ہے اور سچ ہے، اس سلسلہ میں میرے چار سوال ہیں ان چار سوالوں پر سب حضرات غور کریں:

۱:... آپ سب مانتے ہیں کہ ساری دنیا کا خدا ایک ہی ہے اور ساری دنیا والے اس کے بندے ہیں، پہلے زمانہ میں جب وسائل موجود نہ تھے تو ایک نبی کی تعلیمات کا ساری دنیا میں پہنچ جانا مشکل تھا، اس لئے ان زمانوں میں عقل یہی مانتی ہے کہ مشرق میں ایک نبی اور مغرب میں دوسرا نبی ہوتا کہ سب بندوں کو خدا کے احکام پہنچ سکیں لیکن پریس، ریڈیو، ہوائی جہاز نے ساری دنیا کو ایک شہر کی صورت دے دی ہے، اب خبر چند سیکنڈوں میں پوری دنیا میں پھیل جاتی ہے، اس لئے اب الگ الگ نبیوں کی ضرورت نہیں اب تو چاہئے کہ ساری دنیا کے لوگ ایک ہی شریعت کے مطابق ایک ہی خدا کی بندگی کریں اب

اگر یہ امتیوں پر چھوڑ دی جائے تو ہر امتی یہی کہے گا کہ میرے نبی کی شریعت ساری دنیا میں پھیلے اس کے لئے بحث ہی لمبی ہوگی اور شاید کوئی نتیجہ بھی نہ نکلے اس لئے آسان طریقہ یہی ہے کہ پتہ چلایا جائے کہ کون سا نبی ایسا ہے جس نے یہ اعلان کیا ہو کہ: میں ساری دنیا کا نبی ہوں'' اس سے سارے یہودی عاجز آ گئے کیونکہ تورات میں صرف اتنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی ہیں تو صدر مجلس نے کہا کہ جب خود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ میں ساری دنیا کا نبی ہوں اب اگر یہودی یہ چاہیں کہ ساری دنیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرے تو یہ ''مدعی ست اور گواہ چست'' والی بات ہوگی۔

اس کے بعد صدر مجلس عیسائیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا کہ تم چار انجیلوں میں سے ایک فقرہ ایسا نکال دو کہ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعویٰ فرمایا ہو کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کا نبی بنا کر بھیجا ہے تو عیسائی بھی یہ نہ دکھا سکے، بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ انجیل میں تو یہ ہے کہ ایک عورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا: ''اے داؤد کے فرزند! میں بیمار ہوں دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے صحت عطا فرمائیں'' لیکن وہ عورت بنی اسرائیل میں سے نہیں تھی، اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے عورت! دور ہٹ جا میں بچوں کی روٹی کتوں کو ڈالنے نہیں آیا اور میں اپنی پاک تعلیم کے موتی خنزیروں کے آگے پھینکنے نہیں آیا، میں تو صرف اور صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے علاوہ جتنے لوگ عیسائی ہیں سب کے سب کتے اور خنزیر ہیں تو اب صدر مجلس نے فرمایا: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ میں ساری دنیا کا نبی ہوں تو عیسائیوں کا یہ چاہنا کہ ساری دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم پھیلے تو اس کی مثال بھی ''مدعی ست اور گواہ چست'' والی ہوگی۔ الغرض کوئی بھی دین والا یہ ثابت نہ کر سکا کہ ان کا نبی ساری دنیا کا نبی ہے، آخر میں صدر مجلس نے مسلمان عالم سے پوچھا کہ کیا آپ کے نبی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں ساری دنیا کا نبی ہوں تو اس پر مسلمان عالم نے قرآن ہاتھ میں لیا اور کہا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے آپ کو ''رب العالمین'' فرمایا ہے، اسی طرح ہمارے نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ''رحمۃ اللعالمین'' فرمایا تو جس طرح اللہ پاک تمام کائنات کے رب ہیں، ایسے ہی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کل کائنات کے نبی ہیں اور جس طرح قرآن نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ''رب الناس'' فرمایا ہے کہ ساری نسل انسانی کا خدا صرف ایک ہے وہ ہے رب العالمین اسی طرح رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا: ''وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً'' (سورۂ سبا) ...اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو... دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ''یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً'' (الاعراف)... تو کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف... پھر صدر مجلس نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ کوئی دین والا کھڑا ہو اور اپنے نبی کے بارے میں اپنی الہامی کتاب سے یہ دکھا دے کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہو کہ: ''میں ساری دنیا کا نبی ہوں'' لیکن بار بار اعلان کرنے کے باوجود ہر طرف موت کی سی خاموشی تھی، آخر میں صدر مجلس نے کھڑے ہو کر کہا کہ معلوم ہوا کہ سارے نبیوں میں صرف اور صرف ایک ہی نبی ہے جنہوں نے عالمگیر ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ اگر ایسے دو نبی مل جاتے تو سلیکشن یا الیکشن کی ضرورت پڑتی لیکن اب سیٹ ایک ہے اور کینڈیڈیٹ بھی ایک ہی ہے تو اب فیصلہ ہو گیا کہ عالمگیر نبی صرف اور صرف ایک ہی ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

۲:... صدر مجلس نے کہا: اب اسلام کے خلاف کسی دین والے کو بولنے کا حق نہیں رہا، لیکن میں بات کو مکمل کرنا چاہتا ہوں، آج کل کے لوگ اپنے آپ کو بڑے دانشور اور تعلیم یافتہ کہتے ہیں اور بغیر دلیل کے بات نہیں مانتے۔

نبیوں کو ماننے والے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کے ہاتھ پر معجزات ظاہر فرماتے ہیں اور یہی معجزات ان کی دلیل نبوت ہوا کرتے ہیں، اب اگر میں یہ کہوں کہ سب لوگ اپنے اپنے نبیوں کے معجزات سنائیں تو وقت بہت خرچ ہوگا اور فیصلہ بھی مشکل ہوگا کہ ان معجزات میں سے کس کا معجزہ زیادہ شان والا ہے، اس لئے میں یوں نہیں کرتا بلکہ میرا سوال یہ ہے کہ کوئی امتی اپنے نبی کا ایسا معجزہ پیش کرے جو آج بھی دنیا کو دکھایا جا سکتا ہو اور آج بھی ساری دنیا اس کے سامنے عاجز ہو تو.....

یہودیوں سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ ایسا دکھاؤ کہ آج بھی دنیا اس کے سامنے عاجز ہو تو کوئی بھی بول نہ سکا، پھر عیسائیوں سے یہی پوچھا گیا لیکن سب کے سب ایسے بیٹھے تھے جیسے ''صُمٌّ بُکْمٌ'' والی آیت انہیں کے لئے نازل ہوئی ہے۔ آخر ہر طرف خاموشی دیکھ کر مسلمان عالم کھڑا ہوا اور اس کے ہاتھ میں قرآن پاک تھا، اس نے کہا: میرے نبی کا معجزہ آج بھی موجود ہے اور صرف آج تک ہی نہیں بلکہ قیامت تک اس کے

مقابلہ سے دنیا عاجز رہے گی، مسلمان عالم نے فرمایا کہ ساری دنیا کا اتفاق ہے کہ خدا کا کام وہ کام ہوتا ہے کہ ساری دنیا مل کر وہ کام نہ کرسکے، جیسے آنکھ کا بنانا، اب ساری دنیا مل کر اس آنکھ جیسی آنکھ نہیں بنا سکتی، بالکل یہی پہچان خداوند قدوس کے کلام پاک کی ہے، ساری دنیا بلکہ ساری مخلوق مل کر اس کی مثال لانے سے عاجز ہے تو یہاں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کوئی کھڑا نہ ہوسکا اور یہ بات سب پر واضح ہوگئی کہ پہلے وہ نبی جن کے ہاتھ پر معجزات ظاہر ہوئے برحق تھے، لیکن آج دنیا میں ان کا کوئی معجزہ موجود نہیں، جس سے پتہ چلا کہ ان کی نبوت کا زمانہ ختم ہوچکا ہے، آج اس نبی کی نبوت کا زمانہ ہے، جس کی نبوت کا معجزہ یعنی قرآن پاک سورج کی طرح ہر جگہ سامنے موجود ہے لیکن جس طرح ساری دنیا خدا کے سورج کی طرح سورج بنانے سے عاجز ہے، اسی طرح ساری دنیا خدا کے قرآن کی ایک سورۃ لانے سے عاجز ہے، یہاں بھی نہ ایکشن کی ضرورت ہے نہ سلیکشن کی ضرورت ہے۔

۳:... صدر مجلس نے کہا: ہم نے وہ پیغمبر تلاش کرلیا، جس کا یہ دعویٰ تھا کہ میں عالمگیر نبی ہوں اور اس دعویٰ میں ان کا کوئی شریک نہیں اور وہ ہی ایک نبی ایسا ہے، جس کی دلیل نبوت آج بھی دنیا میں موجود ہے، اب تیسرا سوال یہ ہے کہ پیغمبر کو اس لئے مانا کہ اس کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو کون کون سے نبی ہیں جن کی مکمل تعلیمات آج بھی دنیا میں موجود ہوں اور محفوظ ہوں؟

صدر مجلس نے پوچھا: یہودی تورات کھول کر بتائیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدہ میں کون سی تسبیح پڑھا کرتے تھے؟ لیکن یہ کہیں مذکور نہیں کہ سجدہ میں کون سی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ عیسائیوں سے کہا گیا کہ آپ اپنی انجیل کھول کر دکھائیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے تو کون سی تسبیح پڑھا کرتے تھے لیکن وہ بھی نہ بتاسکے بلکہ ہم تو پوری ذمہ داری سے کہتے ہیں، آج اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام محفوظ ہے تو قرآن ہی کی برکت سے محفوظ ہے ورنہ کتنے نبی گزرے جن کا نام قرآن میں نہیں آیا، دنیا ان کا نام تک بھول چکی ہے، ان انبیاء علیہم السلام کا ایک ہی فقرہ اصلی زبان سے تواتر اور شہرت سے تو کجا خبر واحد سے بھی ثابت نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان زبانوں کو دنیا میں مردہ کردیا جن زبانوں میں تورات انجیل نازل ہوئیں تھیں، ان میں سے کوئی زبان بھی آج بطور زندہ زبان کے کسی ملک میں نہیں بولی جارہی۔ اب خدا کے مارے ہوئے کو ساری دنیا مل کر زندہ نہیں کرسکتی جب مسلمان عالم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نبی کی تعلیمات محفوظ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ عبادت کی بات کررہے ہیں، ہمارے نبی کی تو آج تک عادات بھی محفوظ ہیں کہ جوتا پہننے کے وقت کون سا پہلے اور کون سا بعد میں پہنا کرتے تھے، کھانا کیسے تناول فرمایا کرتے تھے وغیرہ۔

مسلمان عالم نے کہا: الحمدللہ! ہمارے نبی کی تعلیمات کا ایک نکتہ بھی ہم سے اوجھل نہیں ہوا آپ کی ہر بات بلکہ ہر ہر عادت بھی محفوظ ہے، پھر مسلمان عالم نے نماز کی شرائط، ارکان، واجبات، ایک ایک تفصیل سے بتائی سارے دینوں والے اپنے نبی کی تعلیمات بتانے سے عاجز رہے۔

صدر مجلس نے کہا: اس سے ثابت ہوا اس ایک نبی کی تابعداری ممکن ہے جن کی تعلیمات محفوظ ہیں اور جن کی تعلیمات محفوظ نہیں، ان کی تابعداری ہو ہی نہیں سکتی۔

پھر مسلمان عالم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نبی کی تعلیمات کی تشریح اور تفصیل کس کتاب میں موجود ہے، کیا آپ کے نبی نے کوئی مکمل کتاب لکھی ہے؟ تو مسلمان عالم نے جواب دیا کہ ہمارے نبی اُمّی (اَن پڑھ) تھے وہ لکھ نہیں سکتے تھے پھر پوچھا کہ آپ کے نبی کے صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے کوئی کتاب لکھی ہے جس میں نبی کی تعلیم کی تشریح محفوظ کی؟ تو مسلمان عالم نے جواب دیا کہ صحابہ کرامؓ کی زندگیاں تو تبلیغ اور جہاد میں گزریں اس لئے ان کو تو کوئی موقع نہیں ملا کہ وہ کوئی کتاب لکھ دیتے تو انہوں نے پوچھا کہ وہ کون بزرگ ہیں، جنہوں نے نبی کی سنت کو مکمل طریقہ سے محفوظ کیا اور مدون کیا جس کی وجہ سے آج مسلمانوں کا سر تمام دینوں کے مقابلہ میں بلند ہے تو مسلمان عالم نے کہا: وہ سیدنا الامام الاعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، جنہوں نے نبی کی سنت کو مکمل طور پر محفوظ کیا ہے۔ اس بات کو سن کر ایک یہودی رونے لگا اور اس نے روتے روتے کہا: اے اللہ! کاش تو ایک ابوحنیفہؒ موسیٰ علیہ السلام کی امت میں بھی پیدا کردیتا تو ہمیں یہ ذلت اور رسوائی نہ دیکھنا پڑتی۔ یہی بات ایک عیسائی پادری نے بھی کہہ دی۔ صدر مجلس نے کہا کہ رونے اور دھونے سے کچھ نہیں ہوتا، امام ابوحنیفہؒ کی ضرورت صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں تھی، کیونکہ اس شریعت کو اللہ نے قیامت تک باقی رکھنا تھا پہلی شریعتیں چونکہ ہمیشہ کے لئے آئی ہی نہیں تھیں، اس لئے ان میں ابوحنیفہؒ کی ضرورت نہ تھی۔

اب صدر مجلس نے کہا کہ مسئلہ تو ان تینوں سوالوں سے حل ہوگیا اور واضح ہوگیا لیکن تھوڑا سا خدشہ باقی ہے وہ یہ ہے کہ جب لوگ ایک نبی پر ایمان لے آتے ہیں جب تک اس نبی کا زمانہ باقی رہتا ہے وہ مومن اور خدا کے فرمانبردار کہلاتے ہیں لیکن بعد میں جب دوسرا نبی آجائے تو اگر یہ اس پر

ایمان نہ لائیں تو کافر قرار دیے جاتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم جس نبی پر ایمان لائے ہیں ان کے بعد دوسرا نبی آجائے ہم اس کو پہچان نہ سکیں اور اسی طرح کافر قرار پائے جائیں جیسے عیسائی، یہودی یہ خدشہ ظاہر کرتے ہیں۔

۴... تو میرا چوتھا سوال ہے کہ ایسے نبی پر ایمان لایا جائے جس نے یہ اعلان کیا ہو کہ ''میں خدا کا آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا'' تو سب دینوں والے اپنی نبی کا یہ اعلان دکھائیں کہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ: ''میں آخری نبی ہوں'' یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ''میں آخری نبی ہوں'' آخر میں حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں مبعوث ہوئے لیکن یہ اعلان صرف اور صرف ایک نبی نے کیا: ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' (الحدیث) اور کسی نے یہ اعلان نہیں کیا صدر مجلس نے کہا: اب اس کے بارے میں کوئی خدشہ باقی نہیں رہا کہ دین حق صرف اور صرف اسلام ہے اور نجات اس میں بند اور منحصر ہے، اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں بھیجا ان میں سے کسی کو خاتم النبیین نہیں فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' (الاحزاب)... محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیاں بھی ہوئیں اور اولاد بھی ہوئی، لڑکے، لڑکیاں ہوئیں، آپ کی صاحبزادیاں جوان بھی ہوئیں، شادیاں بھی ہوئیں لیکن آپ کا کوئی صاحبزادہ اس عمر کو نہیں پہنچا کہ اس کو رجل یعنی مرد کہا جاسکے تو یہاں تمام مردوں سے جسمانی ابوت کی نفی کی گئی ہے پھر حرف ''لٰکن'' جو حرف استدراک ہے لاکر لفظ ''رسول اللہ'' سے ابوت روحانی کا اثبات کردیا، اب اس بات کو واضح کیا گیا کہ جب آپ روحانی باپ ہیں تو آپ کی روحانی اولاد یعنی آپ کی امت رسالت اور نبوت میں آپ کی وارث ہوگی یا نہیں تو ''خاتم النبیین'' کے لفظ سے یہ بتادیا کہ آپ کی روحانی اولاد میں سے کسی کو نبوت کا درجہ نہیں ملے گا۔

(تریاق اکبر بزبان صفدر، ص:۲۵۵تا۲۶۱)

☆☆..........☆☆

ترتیب جدید ایڈیشن

عقیدۂ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے موضوع پر

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال تصنیف

تحفۂ قادیانیت کامل ۶ جلدیں

مرزا غلام احمد قادیانی کے وجوہ کفر وارتداد اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں لکھے گئے

بیسیوں مضامین ومقالات اور رسائل کا مجموعہ، عام فہم اور اچھوتا انداز تحریر، خوبصورت جلد، جاذب نظر سرورق

رعایتی قیمت صرف: 1100 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸، اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2115502, 0321-2115595, 021-34130020

ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی

قرآن، اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غیر مسلموں کی نظر میں!

انتخاب: لطیف پریشان

دنیا بھر کے مسلمانوں میں کارلائل کا نام ہمیشہ ادب واحترام سے لیا جاتا ہے کہ انگلستان میں وہ پہلا شخص ہے، جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ان تعصبات سے بلند ہوکر دیکھا جو انیسویں صدی کے اوائل میں یورپ کے پادریوں نے مشہور کر رکھی تھیں، اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کارلائل پہلا شخص تھا جس نے ’’ہیرو ورشپ‘‘ میں کھلے عام اعتراف کیا کہ ’’محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہی نہیں انبیاء میں ہیرو ہیں اور آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

ڈاکٹر ڈی رائٹ:

’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات اور قوم کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے ابر رحمت تھے۔ تاریخ میں ایسے شخص کی مثال موجود نہیں۔‘‘ (اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا ۱۹۲۰ء)

مسز اینی لیسنٹ:

’’جو شخص وحشی اور درندوں میں انسان پیدا ہوا۔ مصائب، بھوک اور ظلم وبرداشت کرکے ان وحشیوں کو مہذب اور متقی بنایا، اس میں کوئی شک نہیں کہ محمد (ﷺ) خدا کا پیغمبر ہی نہیں بلکہ آخری پیغمبر تھے۔‘‘ (مدینہ جولائی ۱۹۳۲ء)

میجر آرتھر لیونارڈ:

’’حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انتہائی عظیم المرتبت، مفکر، معمار، سچے اور آخری رسول تھے، کیونکہ اس پر دین اسلام کی تکمیل ہوئی اور دین اسلام کی تکمیل کے بعد محمد خاتم النبیین ہیں۔‘‘ (دی پروفٹ آف اسلام)

ڈاکٹر جی ویل:

’’رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوش اخلاقی، فیاضی، رحم دلی وقتی نہ تھی، وہ ازل سے ابد تک ایک مکمل پیغمبر تھے، رحم دل، خوش اخلاق، فیاض، ہمدرد، متقی عادل۔‘‘ (نقوش رسول نمبر ص ۲۲۷)

مسٹر ایڈورڈ مونٹے:

’’آپ نے سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال کی تطہیر کے لئے جو اسوۂ حسنہ پیش کیا۔ وہ آپ کو انسانیت کا محسن اول قرار دیتا ہے۔‘‘ (حکایت مارچ ۱۹۸۰ء)

کونٹ ٹالسٹائی:

’’اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عظیم المرتبت مصلح تھے۔ آپ امت کو نور حق کی طرف لے گئے۔ اس میں کوئی مخفی قوت تھی۔‘‘ (حمایت اسلام لاہور ۱۹۳۵ء)

ایس مارگولیتھ:

’’حضور (ﷺ) کی دردمندی کا دائرہ انسان تک ہی محدود نہ تھا بلکہ جانوروں پر بھی ظلم وستم توڑنے کے سخت خلاف تھے۔‘‘ (سیارہ ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

کرنل سائکس:

’’کوئی بھی آپ کے خلوص، سادگی اور رحم وکرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا، ان کی تعلیمات (قرآن وحدیث) کا دل کی گہرائیوں سے مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ وہ خاتم النبیین تھے، اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔‘‘ (ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محمد اکرم چغتائی)

حافظ محمد طیب کی وفات

راولپنڈی... حافظ محمد ثاقب آف گوجرانوالہ کی بھانجی کے فرزند ارجمند حافظ محمد الیاس راولپنڈی کے چچازاد بھائی حافظ محمد طیب ۱۱/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۷/دسمبر ۲۰۱۱ء کو ۳۸ کی عمر میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ۲۵/اکتوبر ۲۰۱۱ء کو دکان بند کرکے گھر کی طرف جارہے تھے کہ ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔ مرحوم نے مزاحمت کی تو انہوں نے فائر کھول دیا، شدید زخمی ہوگئے۔ ہسپتال میں داخل کردیا گیا۔ ۴۲دن موت وحیات کی کشمکش میں بالآخر رحلت فرماگئے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور حافظ قرآن تھے۔ ۲۵ سال تک تراویح میں قرآن پاک سنایا، جس میں مسجد میں ۲۵ سال قرآن مجید سنایا اسی مسجد کے سامنے ڈاکوؤں کے حملہ سے زخمی ہوئے بالآخر زندگی کی بازی ہار گئے۔ راقم الحروف راولپنڈی کے دوروزہ تبلیغی دورہ پر تھا تو مرحوم کی رحلت کی خبر سنی۔ راولپنڈی کے مبلغ مولانا زاہد وسیم کی معیت میں مرحوم کے گھر حاضری دی۔ حافظ محمد الیاس نے بتلایا کہ مرحوم نے دو بیٹے، چار بیٹیاں بیوہ پسماندگان میں چھوڑے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ پروردگار عالم جل وعلیٰ شانہ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ (محمد اسماعیل شجاع آبادی)

ڈاکٹر ای اے فریمین:

''حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑے پکے سچے اور راست باز ریفارمر تھے۔''

(معجزات اسلام ص:۹۷)

مسٹر سارمستشرق:

''قرونِ اولیٰ میں جب تمام یورپ میں جہل کی موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ عرب کے ایک شہر سے نیر تاباں کا ظہور ہوا، جس نے اپنی ضیاباریوں سے علم وہنر اور ہدایت کے چھلکتے ہوئے نوری دریا بہا دیے۔ اسی کا طفیل ہے کہ یورپ کو عربوں کی توسط سے علوم اور فلسفے نصیب ہو سکے۔'' (صوت الحجاز، ذوالقعدہ ۱۳۵۳ھ)

ڈاکٹر لین پول:

''خدا نخواستہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے نبی نہ تھے تو کوئی اور نبی دنیا میں آیا ہی نہیں۔''

(ہسٹری آف دی مورش ایمپائر یورپ)

مسز اینی بیسنٹ:

''پیغمبر اسلام کی زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے اور تاریخ شاہد ہے وہ لوگ جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حملہ کے خوگر تھے۔ جہل مرکب میں مبتلا تھے، حضور کی زندگی سادگی، شجاعت اور شرافت کی تصویر ہے۔'' (قاسم الاول ۱۳۵۳ھ)

کونٹ ٹالسٹائی:

''حضرت محمد متواضع، خلیق، متقی، بہادر، روشن فکر اور صاحب بصیرت تھے۔ لوگوں سے عمدہ معاملہ رکھتے تھے۔ آپ مدت العمر پاکیزہ خصائل رہے۔''

(مدینہ جولائی ۱۹۳۳ء)

ایس ایچ لیڈر:

''جب آپ بوڑھے ہوگئے تو رقت قلب ہمدردی اور رحم کی وجہ سے کئی عورتوں کو محض سہارا دینے کے لئے رشتۂ ازدواج میں داخل فرمایا۔'' (مدینہ، ۲۳۲)

سر ولیم میور:

''حضور (علیہ السلام) پر نازل شدہ قرآن اور حضور (علیہ السلام) کا کردار عرب درندوں سے یکسر مختلف تھا جو اسلام لائے وہ انسانیت بھانپ گئے تھے۔'' (لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

میجر آرتھر گلن مورنڈ:

''حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ اپنے عصر مقدس میں ارواح طیبہ میں سے تھے، وہ صرف مقتدر راہنما ہی نہ تھے بلکہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے۔ ان سب میں ممتاز رتبہ کے مالک تھے۔''

(استقلال دیوبند ۱۹۳۶ء)

ڈاکٹر بدھ ویر سنگھ:

''وہ بلاشبہ ایک سچے، کھرے، ایمان دار، عادل، صاف گو، نرم دل اور آخری نبی تھے۔''

(رسالہ مولوی ربیع الاول ۱۳۵۱ھ)

گاندھی جی:

''جب کہ مغرب قعر جہالت میں پڑا تھا، تو مشرق کے آسمان سے ایک درخشاں ستارہ طلوع ہوا اور تمام مضطرب دنیا کو راحت اور روشنی بخشی۔''

(الامان دہلی ۱۷/ جولائی ۱۹۳۲ء)

موتی لال ماتھر ایم اے:

''پیغمبر اسلام نے توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ختم ہو پائیں، تکمیل دین چونکہ اسی پہ ہوئی، لہٰذا وہ آخری نبی ہیں، اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

(رسالہ مولوی دہلی ربیع الاول ۱۳۵۱ھ)

☆☆.................☆☆

اقوالِ زریں

☆ ہنسی اور قہقہہ گناہ کبیرہ ہے۔ قبرستان میں ہنسنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ قبرستان ہنسی کی جگہ نہیں عبرت کا مقام ہے۔ ☆ نماز کے بغیر قرب خداوندی حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔

☆ عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ موت کو عزیز رکھتا ہے اور اللہ کے ذکر کے سوا سے کسی اور چیز میں سکون نہیں ملتا۔ ☆ عارف خاموش رہتا ہے تو گویا وہ خدا سے باتیں کرتا ہے۔

☆ گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچاتا جتنا کہ کسی مسلمان بھائی کو ذلیل اور بے عزت کرنا۔

☆ اہل عرفان کی زبان پر یاد حق کی سوا اور کوئی لفظ نہیں آتا، وہ دوست کی محبت میں دنیا کی ہر بات سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور یہ ان کے لئے معمولی بات ہے، ایسے لوگوں کی مخصوص صفت یہ ہے کہ وہ ہر وقت خاموش اور پروقار رہتے ہیں۔ ☆ افضل ترین زہد موت کو یاد رکھنا ہے۔

☆ چار چیزیں نفیس جوہر ہیں، ان کا خیال رکھنا چاہیے: (۱) درویشی میں اظہار دولت مندی، (۲) بھوک میں اظہار سیری، (۳) غم میں اظہار مسرت، (۴) درویش سے اظہار دوستی

☆ خدا کا دوست وہ ہے، جس میں یہ تین صفات موجود ہوں: (۱) دریا جیسی سخاوت، (۲) آفتاب جیسی شفقت، (۳) زمین جیسی عاجزی۔ ☆ نماز اور شریعت کے فرائض کا منکر کافر ہے۔

☆ صدقہ دینا ہزار رکعات نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

مرسلہ: حافظ محمود چشتی

جناب مولانا وحید الدین خان صاحب کی

بے خبری یا تجاہل عارفانہ؟

مفتی محمد سعید خان اسلام آباد

جناب مولانا وحید الدین خان صاحب، عصر حاضر کی ان نابغۂ روزگار شخصیات میں سے ایک ہیں، جن کے قارئین کا پوری دنیا میں ایک حلقہ موجود ہے، لوگوں کو ان کی تحریرات کا انتظار رہتا ہے اور ہزاروں افراد نہ صرف یہ کہ ان کے مشن سے وابستہ ہیں، بلکہ کسی بھی معاملے میں انہیں جو ہدایات مولانا کی طرف سے ملتی ہیں، وہ دل و جان سے ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ہندوستان کے چند ایک پڑھے لکھے حضرات میں ان کا نام شمار کیا جاتا ہے اور ان کی جو پذیرائی مغربی ممالک میں ہورہی ہے، اس کا اندازہ کچھ انہی حضرات کو ہوسکتا ہے جو ان کے شمارے ’’الرسالہ‘‘ کے مستقل قاری ہیں۔ ان کی شخصیت ... جیسا کہ روز اول سے ہوتا چلا آیا ہے... موضوع سخن رہی ہے، اب بھی ہے اور جب وہ دنیا میں نہیں ہوں گے اس وقت بھی اپنے نقاد اور مداحوں کے درمیان گھری رہے گی۔ ’’الرسالہ‘‘ میں ان کی بعض تحریرات شہ پارہ ہیں اور ہماری نئی نسل کی راہنمائی میں ہمیشہ معاون ثابت ہوتی ہیں، لیکن اس تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ ان کی بعض تحریرات اہل ایمان و دانش کے لئے سخت خلجان کا موجب بھی بن جاتی ہیں۔ انگلی کو دانتوں میں دبائے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ جس شخص اور اس کے قلم کی صلاحیتیں اسلام کے مخالفین اور شکوک وشبہات کی جڑ کھودنے میں صرف ہورہی ہیں انہی صلاحیتوں کا رخ پھرا اور کوئی ایسی تحریر وجود میں آگئی جو اہل کفر اور افواج باطل کے لئے ایک عمدہ ہتھیار کا کام دے سکے، دو دھاری تلوار جب کھنچ جائے اور دشمنوں ہی کو نہیں دوستوں کو بھی اپنا دفاع کرنا پڑے، تو اس کاٹ کی مدح سرائی کیونکر ہو!

ماہ رواں ’اکتوبر ۲۰۱۱ء کا شمارہ ’’الرسالہ‘‘ نظر نواز ہوا اور اس ماہ کا موضوع ہے ’’ختم نبوت‘‘۔ اس ضمن میں مولانا وحید الدین خان صاحب نے ایک عجیب بات تحریر فرمائی ہے:

’’یہ بات نہایت اہم ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پورے تاریخی دور میں ساری دنیا میں کوئی بھی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا جو اپنی زبان سے یہ دعویٰ کرے کہ . . . میں خدا کا پیغمبر ہوں....

اس سلسلے میں کچھ نام بتائے جاتے ہیں جن کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مگر یہ خیال درست نہیں۔‘‘

(ماہنامہ الرسالہ، اکتوبر ۲۰۱۱ء، ص:۱۲)

ختم نبوت جو ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ اور کفر و اسلام کا ایک امتیازی نشان ہے‘ مسلمانوں میں کبھی بھی متنازعہ نہیں رہا۔ جس شخص نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا‘ اسے اور اس کے ماننے والوں کو اُمت مسلمہ نے کبھی بھی اپنی صفوں میں کوئی جگہ نہیں دی۔ دعوائے نبوت اس قدر ہولناک ہے کہ اس کے مدعی کے کلام کی توجیہہ و تاویل کبھی بھی قابل اعتبار و التفات نہیں ٹھہری۔ اب تک جس آخری شخص نے نہایت شدومد سے دعوائے نبوت بھی کیا اور انہیں اپنے ماننے والوں کی جماعت بھی میسر آئی‘ وہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تھے۔ الرسالہ کے اس ’’ختم نبوت‘‘ نمبر میں جناب مولانا وحید الدین خان صاحب مرزا صاحب کے اس دعوے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

’’اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی زبان سے یہ نہیں کہا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ میں ظلی نبی ہوں‘ یعنی میں نبی کا سایہ ہوں۔ اس طرح کے قول کو ایک طرح کی دیوانگی تو کہا جاسکتا ہے‘ لیکن اس کو دعوائے نبوت نہیں کہا جاسکتا۔‘‘ (ماہنامہ الرسالہ، اکتوبر ۲۰۱۱ء، ص:۱۳)

اس تحریر کو پڑھ کر افسوس تو اس لیے ہوا کہ جو شخص کتاب وسنت کے معترضین کے تابڑ توڑ حملوں کا ترکی بہ ترکی جواب دے اور اپنی زندگی اسلام کے دفاع اور اقدام کے لیے وقف کردے‘ اس کے قلم سے قلب وروح کے لیے ایسی خوں چکاں تحریر برآمد ہو؟ ایسی تحریر جس کو منکرین ختم نبوت بطور ڈھال استعمال کریں؟ اور حیرت اس لیے کہ جس شخص کی وسعت مطالعہ کے اپنے پرائے سب قائل ہوں اور مغرب اور کسی حد تک مشرق کا لٹریچر‘ تاریخ اور مذہبی کتابیں جس کی انگلیوں کے پوروں (finger tips) پر

ہوں اُسے وہ بات معلوم نہ ہو جو مسلمانوں کے بچے بچے کی نوک زبان پر ہے اور جس دعوے کو اس کے مدعی نے بار بار تحریر فرمایا ہو۔ جس دعوے پر خود ان کی اپنی جماعت دو ٹکڑوں میں بٹ چکی ہو اور جس دعوے کی بیخ کنی کے لیے اُمتِ مسلمہ اپنا گرم لہو بہا چکی ہو کیا جناب مولانا وحید الدین خان صاحب اسی دعوے کی اس مدعی سے نفی کرتے ہیں اور اپنی اس تحریر سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔

معروضہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہمیشہ نبوت کا دعویٰ کرتے رہے ہیں اور بالکل صاف اور واضح الفاظ میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا نبی اور رسول کہتے رہے ہیں۔ ان کی زبان اور قلم ہمیشہ اپنے سننے اور پڑھنے والوں سے یہی تقاضا کرتی رہی ہے اور اب بھی ان کی جماعت کا اصولی موقف یہ ہے کہ ان کے مقتدا اور پیشوا جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی اور رسول مانا جائے۔ خود جناب مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔“

اس تحریر میں وہ صاف اور واضح الفاظ میں یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پاک وحی ان پر نہ صرف یہ کہ نازل ہوئی ہے بلکہ اس وحی کے ذریعے انہیں ایک آدھ مرتبہ نہیں، سینکڑوں مرتبہ اس شرف سے نوازا گیا ہے کہ وہ صرف نبی ہی نہیں اللہ تعالیٰ کے رسول بھی ہیں۔

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:

”چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک وحی اللہ (اللہ تعالیٰ کی وحی) ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ﴾ (دیکھو براہین احمدیہ، ص:۴۹۸)

اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کہہ کے پکارا گیا ہے۔“

اس عبارت میں بھی مرزا صاحب واضح الفاظ میں تحریر فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چند سطروں کے بعد تو انہوں نے ایسی عبارت لکھی ہے، جو کسی بھی اشتباہ یا تاویل کا موقع فراہم نہیں کرتی۔

”یہ وحی اللہ (اللہ تعالیٰ کی وحی) ہے

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ﴾

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“

نہایت واضح الفاظ میں انہوں نے اپنا دعویٰ بیان کیا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے رسول ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ”محمد“ تجویز فرمایا ہے۔ (پناہ بخدا! ان تمام عبارات کے لئے ملاحظہ ہو: روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۰۶، ۲۰۷، ایک غلطی کا ازالہ، ص:۳،۴)

صرف اس ایک کتاب ”ایک غلطی کا ازالہ“ ہی نہیں بلکہ ان کی متعدد کتابوں میں بار بار اس دعوے کی تکرار کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔

وہ اپنی وحی کو بھی قرآن کریم کے ہم پلہ قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔“ (روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۴۵۴، اربعین لاتمام الحجۃ علی المخالفین، نمبر۴، ص:۱۹)

وہ اپنی وحی پر جس قدر یقین رکھتے ہیں، یہ بالواسطہ طور سے دعوائے نبوت ہی تو ہے۔ انہوں نے ہمیشہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور اس اِدعا میں کبھی کوئی کسر باقی نہیں رہنے دی۔ حتیٰ کہ جو لوگ ان کی نبوت و وحی کا انکار کرتے ہیں، وہ انہیں جن الفاظ سے یاد کرتے ہیں اس طرح کی تحدی وہی افراد کرتے ہیں جو اپنے دعوے کو حتمی اور قطعی جانتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفین کو ہرگز کوئی لچک دکھانے کو تیار نہیں ہیں اور فرماتے ہیں:

اِنَّ العدا صاروا خنازیر الفلا
ونساءھم من دونھن الاکلب

دشمنان ما خنزیر ہائے بیابان شدہ اند
وزنان آنہا سگ مادہ ہا از درپس انداختہ اند

دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (روحانی خزائن، ج:۱۴، ص:۵۳، نجم الہدیٰ، ص:۱۰)

یہ عربی شعر بھی انہی کا ہے اور پھر اس کے فارسی و اُردو تراجم بھی خود اُنہی کے ہیں۔ اب اس سے زیادہ صاف، صریح اور واضح الفاظ وہ کون سے ہیں جن کے ذریعے وہ دعوائے نبوت کریں؟

جناب مولانا وحید الدین خان صاحب سے درخواست ہے کہ اگر اب تک انہوں نے احمدی حضرات کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا تو اُن کی کتاب ”روحانی خزائن“ کو غور سے پڑھیں اور کسی بھی شخص یا فریق کی بات سنے، ان کا لٹریچر پڑھے اور ان کے متعلق کسی بھی ٹھوس ثبوت کے بغیر کوئی حکم لگانا بعید از انصاف ہے۔ ان کی جماعت کے کسی بھی ذمہ دار فرد سے اگر ان کا مسلک دریافت کیا جائے تو وہ مرزا صاحب کی نبوت و رسالت کا ہی اقرار کرتے نظر آئیں گے۔

جناب وحید الدین خان صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تحریر کو واپس لیں اور اپنے موقف

سے رجوع کریں۔پوری اُمت مسلمہ کے مقابلے میں وہ فرد واحد اور تنہا ہیں جنہوں نے یہ چونکا دینے والا دعویٰ کیا ہے اور یا پھر یوں کہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کی تاویل کی ہے۔اس طرح کی تحریر ان کی دیگر تحریرات کے مطالعے میں 'خود اِن کے دوستوں کے لیے بھی سدراہ ثابت ہوسکتی ہے۔

یہ تمام تحریر بھی اس صورت کے لیے ہے کہ یہ فرض کر لیا گیا کہ جناب مولانا وحید الدین خان صاحب کی نظر سے مرزا صاحب کی ایسی تحریرات اور کتابیں نہیں گزریں۔لیکن اگر وہ ان کی کتابوں کے مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں تو پھر وہی مثل صادق آتی ہے کہ ہم سوئے ہوئے کو تو بیدار کر سکتے ہیں'اس کو نہیں جو سویا بن رہا ہے۔

یہ موقف کہ جناب مرزا صاحب نے دعوائے نبوت کیا ہی نہ تھا' بیان اور تحریر کرتے ہوئے اس واقعے کو بھی نہ بھلانا چاہیے جو خود ہمارے شہر راولپنڈی میں ۱۹۳۷ء میں پیش آیا تھا۔ہمارے نانا مرحوم اس مناظرے کے چشم دید گواہ تھے۔وہ اس مناظرے کی داستان بھی سنایا کرتے تھے اور یہ بتاتے تھے کہ دونوں گروہ اپنے اپنے دلائل دن کو تحریر کر کے رات کو سنایا کرتے تھے۔یہ مناظرہ ماسٹر دیوان چند صاحب کے ہال میں منعقد ہوا تھا اور اس میں مولوی ابو العطاء صاحب نے قادیانی حضرات کی طرف سے اور مولوی اختر حسین گیلانی صاحب نے لاہوری حضرات کی طرف سے دلائل دیئے تھے۔دیگر مسائل کے علاوہ ایک مسئلہ جو بہت زور و شور سے زیر بحث آیا "مسئلہ نبوت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی" بھی تھا۔ احمدیت کے دونوں گروہوں (لاہوری اور قادیانی) سے بعد اور ان کا اُمت مسلمہ سے الگ ہونا'یہ حقائق بچپن ہی سے انہوں نے ذہن نشین کرا دیئے تھے۔ بعدازاں اس مناظرے کی تفصیلات کا جب خود مطالعہ کیا تو کتابوں سے بھی ان کے بیان شدہ واقعات کی تصدیق ہوتی رہی۔مطالعے نے ان کے بیان کردہ حقائق کے علم میں کوئی خاص اضافہ نہیں کیا۔(اس مباحثے کی تفصیلات جاننے کے لئے ملاحظہ ہو:(الف)مباحثہ راولپنڈی:اس عظیم الشان مناظرے کی تمام تفصیلات شائع شدہ ہیں اور اس کی اولین اشاعت پر قادیانیوں کی دونوں جماعتوں (لاہوری اور قادیانی) نے مشترک خرچ برداشت کیا تھا۔ (ب) تاریخ احمدیت از ۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۹ء،چوتھا باب،فصل ششم،ج:۷،ص:۵۴۳)

مناظرے کا قصہ مختصراً یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کا ایک گروہ تو وہ تھا جن کا تعلق لاہور شہر سے تھا اور وہ اسی نسبت سے لاہوری مرزائی کہلاتے تھے اور ہیں'اور دوسرے گروہ کا تعلق قادیان سے تھا اور وہ قادیانی مرزائی کہلاتے تھے'اور اب تک ان دونوں گروہوں کو اسی نسبت سے پکارا جاتا ہے۔ لاہوری گروہ کا بھی کچھ وضاحت کے ساتھ تقریباً یہی دعویٰ تھا جو آج مولانا وحید الدین خان صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور ان کے دعوائے نبوت کے الفاظ کی یہ تاویل کرتے تھے کہ وہ اپنی صدی کے مجدد تھے۔جب کہ دوسرے گروہ کا عقیدہ'عقیدۂ نبوت و رسالت تھا۔مناظرے میں دونوں طرف سے عبارات پیش کی گئیں'لیکن دوسرا گروہ غالب آیا اور ان کی فتح اسی بات پر ہوئی کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت اور رسالت ہی کا دعویٰ کیا تھا۔اس لیے اس بحث کا کھوج لگانے کو "مباحثۂ راولپنڈی" کو بھی خاص طور پر زیر مطالعہ رکھنا چاہیے۔

اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد کوئی بھی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے دعوائے نبوت کیا ہو'جناب مولانا وحید الدین خان صاحب نے ایک سکھ گرو گربچن سنگھ (وفات:۱۹۸۰ء) کی مثال دی ہے کہ وہ ان سے ملے'کیونکہ ان کے کچھ معتقدین انہیں وقت کا پیغمبر (Prophet of the time) کہتے تھے'لیکن گربچن سنگھ نے خود بھی اپنی زبان سے دعوائے نبوت نہیں کیا تھا۔

پھر اپنے دعویٰ کی تائید میں جناب مولانا وحید الدین خان صاحب مزید ایک ہندو گرو برہما شری روناکرا کی مثال پیش کرتے ہیں کہ جب ان سے سوال کیا کہ:

Do you claim that you are a prophert of God in the same sense in which Moses,and Jesus,and Muhammad claimed they were prophets of God?

"کیا آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جس معنیٰ میں (سیدنا) موسیٰ'(سیدنا) عیسیٰ اور (سیدنا) محمد (صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہم اجمعین) اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے'میں بھی اسی طرح خدا کا پیغمبر ہوں؟"

تو انہوں نے جواب دیا:

No , I don't make any such claim.

"نہیں میں نے کبھی ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔"

پھر ان دو مثالوں کے بعد وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں:

"جس طرح خدا کے سوا کوئی اور شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں خدائے رب العالمین ہوں'اسی طرح کوئی شخص یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر (Prophet of God) ہوں۔"

(ماہنامہ الرسالہ،اکتوبر ۲۰۱۱ء،ص:۱۳،۱۴)

جناب مولانا وحید الدین خان صاحب سے گزارش یہ کرنی ہے کہ اس تمام کتھا کو مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت و رسالت سے واسطہ کیا ہے؟! ایک سکھ اور ایک ہندو گرو نے دعوائے نبوت سے انکار کر دیا' بالکل درست ہے اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا ہے۔ اس کے تاریخی 'ناقابل تردید ثبوت' انہی کی کتابوں سے پیش کر دیے گئے ہیں۔ تو دونوں باتیں حقیقت پر مشتمل ہیں' یہ دونوں حقائق ایک دوسرے کی نفی تو نہیں کر رہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ سکندر بادشاہ تھا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ لاہور ایک قدیم شہر ہے۔ دونوں حقائق کا اپنا اپنا مقام ہے' ایک حقیقت دوسری حقیقت کی کاٹ تو نہیں کر رہی۔

دوسرے اس بات پر بھی غور فرما لینا چاہیے کہ اگر یہ دونوں گرو دعوائے نبوت کر بھی لیتے تو کیا فرق پڑتا؟! ان کے غیر مسلم ہونے کی وجہ سے ان کے دعوے کی حیثیت اور بنتی ہے اور وہ شخص جو مسلمان ہو (جیسے کہ مرزا صاحب ابتداءً مسلمان ہی تھے) اور پھر دعوائے نبوت کر کے مرتد ہو جائے اور پھر ارتداد کے باوجود وہ خود اور اس کو نبی و رسول ماننے والے حضرات و خواتین اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے اور مسلمان ہونے پر اصرار کریں' ان کی حیثیت کچھ اور بنتی ہے۔ ایمان کسی شخص کے قبول کرنے کے اعتبار سے اجزاء پر مبنی نہیں ہے کہ کوئی شخص پچاس فیصد ایمان قبول کرے تو آدھے عقائد (۵۰ فیصد) کو ماننے کی وجہ سے مسلمان کہلائے اور کوئی نوے (۹۰) فیصد ایمانیات کو قبول کرے تو وہ مؤمن ہو۔ مسلمان ہونے کے لیے تو بیک وقت پورے ایمان کو قبول کرنا اور مرتد ہونے کے لیے اُن قطعی عقائد میں سے کسی ایک عقیدے کا انکار بھی کافی ہے' والعیاذ باللہ۔

(جاری ہے)

مرحلہ عالمیہ بنین کے اھل جامعات متوجہ ھوں

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی نصاب کمیٹی کے فیصلہ اور مجلس عاملہ کی توثیق کے بعد کتاب

آئینہ قادیانیت

عالمیہ بنین سال اوّل (درجہ مشکوٰۃ) میں داخل نصاب ہو چکی ہے۔ وفاق کے سالانہ امتحان الورقۃ الاولیٰ میں نخبۃ الفکر اور التبیان فی علوم القرآن کے ساتھ ایک سوال آئینہ قادیانیت سے بھی ہوگا

کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے تمام دفاتر سے اصل لاگت پر دستیاب ہے

منجانب (حضرت مولانا) محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

صوبہ خیبر پختونخواہ میں

مولانا شجاع آبادی کی تبلیغی واصلاحی مصروفیات

محمد فیضان الحق منصوری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی پانچ روزہ دورہ پر صوبہ خیبر پختونخواہ تشریف لائے۔ آپ نے اپنے دورہ کا آغاز پشاور سے کیا۔ آپ نے ۶/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ کا خطبہ جمعہ جامع مسجد ابو ہریرہؓ میں دیا۔ قاری فیاض الرحمٰن نے مولانا شجاع آبادی کا خیر مقدم کیا۔ بعد نماز عصر پشاور میں درس دیا، جس میں درجنوں حضرات نے شرکت کی رات کا قیام حکیم فیضان الرحمٰن کے ہاں مانکی ضلع صوابی میں کیا۔

۷/محرم الحرام بعد نماز فجر جامع مسجد مانکی میں درس دیا۔ ۷/محرم الحرام ۱۱ سے بارہ بجے تک جامعہ سلمان فارسی ٹوپی ضلع صوابی میں جلسے سے خطاب کیا، جس کی صدارت مولانا قاضی عبدالصمد ضلعی ناظم نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا شوکت زمان نے سرانجام دیئے، جبکہ خطبہ استقبالیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوپی کے نائب امیر مولانا نصیر احمد حقانی نے پیش کیا۔ جلسہ صدر اجلاس قاضی عبدالصمد مدظلہ کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔ اس موقع پر ٹوپی کے عہدیداران مولانا عبدالسلام، ڈاکٹر فضل رحمانی، محمد ادریس اور فیضان الحق ساتھ تھے۔

تیسرا پروگرام: جامعہ تعلیم الاسلام چھوٹا لاہور میں بعد نماز ظہر منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا محمد امین دوست نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ضلع ناظم اعلیٰ مفتی عابد وہاب نے سرانجام دیئے۔ صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال اور مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔ جلسہ عصر کی نماز تک جاری رہا۔ اس پروگرام میں مولانا عبدالحق، قاری محمد یوسف، پیر طریقت مولانا اعزاز الحق، مفتی محمد عابد وہاب، تحصیل ٹوپی کے امیر مولانا محمد اعجاز، مولانا نعیم اللہ، حافظ محمد جواد شان منصوری، مولانا صابر شاہ حقانی، چھوٹا لاہور کے امیر قاضی وحید الزمان، ناظم اعلیٰ مولانا محمد وارث، شفیع الرحمٰن سمیت کافی تعداد میں کارکن موجود تھے۔ مولانا شجاع آبادی کا چھوٹا لاہور آنے پر زبردست نعروں کی گونج میں استقبال کیا گیا۔

چوتھا پروگرام: بعد نماز عشاء مدرسہ معہد الصدیق للدراسات الاسلامیہ میں مولانا اعزاز الحق شاہ منصوری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم جامعہ کے طلبا نے پڑھی، بعد ازاں درجہ خاصہ کے متعلم نے ختم نبوت کے موضوع پر ولولہ انگیز تقریر کی۔ پروگرام کے داعی مولانا عبدالرؤف باچا تھے، جو مجلس صوابی کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ آخری خطاب مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تھا۔ جنہوں نے مولانا عبدالحی بادشاہ کو اس عظیم ادارہ کے قیام پر مبارکباد پیش کی اور ادارہ کی تعمیر وترقی کے لئے دعا کی۔

مردان:

(رپورٹ: مولانا عابد کمال) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۸/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مردان کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے، جہاں آپ کے درج ذیل مقامات پر بیان ہوئے:

پہلا بیان: صبح ۹ بجے دارالعلوم انوارالقرآن ترشک شہباز گڑھی مردان ہوا، جہاں آپ نے جامعہ کے طلبا اور اساتذہ کرام کو عقیدۂ ختم نبوت کے سلسلہ میں ذمہ داری سے آگاہ کیا اور ان کو قادیانی گروہ کے دجل وفریب اور شکوک وشبہات سے آگاہ کیا۔ جامعہ کے مہتمم مولانا فضل اللہ خلیفہ مجاز مولانا مفتی محمد فریدؒ صدر مدرس مولانا محمد سجاد الحجابی نائب امیر مجلس مردان نے مولانا کی مردان تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا۔

دوسرا بیان: جامعہ رحمانیہ مسجد فردوس خان خواجہ گنج میں ہوا، جس میں آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری اور اس کی علامات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ آپ نے بتلایا کہ حیات مسیح علیہ السلام اور رفع ونزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ بھی مسلمانان عالم کا اجماعی عقیدہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا، جبکہ مرزا قادیانی میں مسیح ہونے کی ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی دوسو نو علامات میں سے دوسو آٹھ پائی جائیں تب بھی وہ مسیح نہیں مانا جاسکتا، جبکہ اس میں ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔ جامعہ رحمانیہ کے ناظم مولانا ثناء اللہ، مدرس

مولانا جنید اکبر نے مولانا کا خیر مقدم کیا۔ تشریف آوری اور بیان پر شکریہ ادا کیا۔

تیسرا بیان: جامع مسجد باغ عتیک روڈ مردان میں ظہر کی نماز کے بعد منعقد ہوا۔ صدارت مولانا اکرام الحق نے کی۔ مولانا نے تاجروں اور شرکاء سے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل کی۔ سینکڑوں تاجروں نے ہاتھ کھڑے کر کے بائیکاٹ کی تائید کی۔ مولانا قاری اکرام نے مولانا شجاع آبادی کے اعزاز میں ظہرانہ دیا، جس میں شہر کے علماء کرام اور جماعتی رفقاء نے شرکت کی۔

چوتھا بیان: بعد نماز مغرب جامع مسجد سیکٹر بی شیخ ملتون ٹاؤن میں منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا خلیل احمد خطیب نے کی۔ اس بیان میں مولانا شجاع آبادی نے مرزا قادیانی کی حضرت علی المرتضیٰؓ، حسنین کریمینؓ، حضرت فاطمہؓ اور مسلمانان عالم کی شان میں گستاخانہ عبارتیں پیش کیں اور کہا کہ غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کہ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے، حاضرین نے تائید کی۔

پانچواں بیان: جامع مسجد مدرسہ تعلیم القرآن غلہ ڈھیر مردان میں مولانا راز علی حقانی کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں مولانا نے مجلس کی رکنیت سازی جو عنقریب شروع ہونے والی ہے میں بھرپور شرکت کی اپیل کی۔ مولانا قاری اکرام الحق، مولانا محمد عرفان صدیقی، مولانا عابد کمال صوبائی مبلغ بھی ساتھ تھے۔ پانچوں پروگرام الحمدللہ خوب کامیاب ہوئے۔

پشاور:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۹/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ کو ایک روزہ دورہ پر پشاور تشریف لائے۔ جہاں مجلس پشاور کے راہنما چاچا عنایت اللہ اور جناب شیر محمد لالی نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ آپ نے بعد نماز ظہر جامعہ اسلامیہ شاہ ولی اللہ میں علماء کرام اور طلبا کے عظیم اجتماع سے خطاب کیا۔ جامعہ کے بانی اور امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ طلبا کو حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اور حضرت مسیح علیہ السلام کی علامات سے روشناس کرایا اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت اور مسیحیت کی تغلیط کی۔

ختم نبوت کانفرنس پنجہ غلام:

مدرسہ تعلیم القرآن پنجہ غلام پشاور میں بعد نماز عصر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت قاری صبغت اللہ مدنی نے کی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری زبیر الدین نے حاصل کی۔ مدرسہ کے ننھے منے طالب علم اویس قرنی نے ختم نبوت کا ترانہ پیش کیا، جس پر حاضرین نے انہیں خوب داد دی۔ شہر ٹاؤن ۲ پشاور کے ناظم مولانا عبدالکریم اور صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا جہانزیب اور قاری محمد عاصم سمیع نے سرانجام دیئے۔ آخری خطاب مولانا شجاع آبادی کا ہوا۔ جس میں انہوں نے پشاور اور خیبر پختونخواہ میں مجلس کے کام کے سلسلہ میں صوبائی امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، ناظم اعلیٰ مولانا نور الحق نور، چاچا عنایت اللہ اور ان کے رفقاء کو خراج تحسین پیش کیا۔ عشاء کی اذان کے ساتھ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

مفتی شہاب الدین پوپلزئی سے ملاقات:

کانفرنس سے فراغت کے بعد مولانا شجاع آبادی نے مولانا عابد کمال اور چاچا عنایت اللہ کی معیت میں مجلس کے صوبائی امیر اور صوبہ خیبر پختونخواہ رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مولانا مفتی شہاب الدین مدظلہ سے ملاقات کی اور ان کے لئے صحت و عافیت کی دعا کی نیز مفتی صاحب موصوف سے صوابی، مردان اور پشاور کے پروگرام کی تفصیلات بیان کیں۔ مفتی صاحب نے مولانا شجاع آبادی کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا اور دعاؤں سے نوازا۔ پھر دورکنی وفد کرک کے لئے روانہ ہوا اور رات کا قیام مولانا مفتی کرامت اللہ کے ہاں کیا۔

کرک:

پہلا پروگرام: مدرسہ دارالعلوم سراج القرآن تخت نصرتی میں ۱۰/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۶/دسمبر کو ۱۱ بجے صبح ہوا، جہاں سینکڑوں مسلمان پہلے سے جمع تھے اور جلسہ شروع ہو چکا تھا۔ جلسہ کی صدارت مولانا ابن امین ضلعی امیر جمعیت علماء اسلام کرک نے کی۔ جہاں تلاوت و نعت کے بعد مولانا محمد عابد کمال نے خطاب کیا اور بعد ازاں تحصیل بھر سے تشریف لائے ہوئے سینکڑوں مسلمانوں کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کو سلام کیا اور قادیانی دجل و فریب کا پردہ چاک کیا۔

دوسرا پروگرام: دارالعلوم مدینۃ العلوم ورانہ شہید آباد بعد نماز ظہر ہوا جو سابق ایم این اے اور جمعیت علماء اسلام (س) کے راہنما مولانا شاہ عبدالعزیز مجاہد مدظلہ کی دعوت پر ہوا۔ دارالعلوم کے سینکڑوں طلبہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے، مولانا شجاع آبادی نے قادیانیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازعہ امور ختم نبوت واجرائے نبوت، حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام، کذب وصدق مرزا قادیانی پر روشنی ڈالی اور اساتذہ وطلبا کو بتلایا کہ قادیانیوں سے گفتگو

کرنے کا سہل طریقہ مرزا قادیانی کی ذات خبیثہ کو موضوع بحث بنانا ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز مجاہد نے وفد کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔

تیسرا پروگرام: مدرسہ تدریس القرآن غنڈی کلہ میں منعقد ہوا جس میں عصر کی نماز کے بعد مولانا ابن امین اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے طلباء و اساتذہ کرام سے خطاب کیا۔

چوتھا پروگرام: بعد نماز عشاء جامع مسجد پیرالدین کرک شہر میں عشاء کی نماز کے بعد منعقد ہوا، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے بڑے جوش و جذبہ سے شرکت کی۔ یہاں بھی مولانا ابن امین اور مولانا شجاع آبادی کے بیانات ہوئے اور جلسہ رات گئے تک جاری رہا۔

پانچواں پروگرام: ۱۱/محرم الحرام جامع مسجد مشاخیل مولانا ابن امین کی صدارت میں ۱۱ بجے صبح منعقد ہوا، جس میں مولانا شجاع آبادی نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر آدھا گھنٹہ بیان کیا۔

چھٹا پروگرام: جامع مسجد ٹیری میں ظہر کی نماز کے بعد منعقد ہوا۔ صدارت مولانا ابن امین نے کی، جبکہ قاری عبدالعلیم نے تلاوت اور قاری پیر محمد نے نعت پیش کی۔ یہاں بھی مولانا عابد کمال اور مولانا شجاع آبادی کے بیانات ہوئے جو عصر تک جاری رہے۔

ساتواں پروگرام: بعد نماز عصر صندو خرم دارالعلوم دارارقم میں منعقد ہوا۔ صدارت مولانا مقصود گل مہتمم مدرسہ ہذا نے کی۔ مولانا شجاع آبادی نے تحریک ختم نبوت میں علماء خیبر پختونخواہ کی خدمات پر خطاب کیا، جو مغرب کی نماز تک جاری رہا۔ تمام پروگراموں میں ضلعی امیر مولانا محمود الرحمٰن، حاجی ولی الرحمٰن اور دیگر علماء کرام شامل رہے اور تین گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ دو دن تک مصروف رہا، بعد نماز مغرب کھانے کے بعد مولانا شجاع آبادی راولپنڈی اور مولانا عابد کمال پشاور کے لئے روانہ ہوئے۔ ☆☆

مساجد کا تعمیری کردار

احسن الرحمٰن

سب سے اعلیٰ تربیت کرنے والے نے مسلمانوں کے لئے جس عظیم الشان دین کی تکمیل کرکے اپنی نعمتوں کا اتمام کیا ہے، اسی نے مسجد کو اس پورے پروگرام کا مرکز بنادیا ہے۔ اس عظیم الشان تربیتی نظام میں مسجد کو جو کلیدی کردار حاصل ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ پہلا گھر جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی ہمارا قبلہ ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پہلی عمارت مدینہ میں تعمیر کی وہ مسجد تھی اور ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اس کے گھر کی زیارت دن میں پانچ بار کرے۔ اس مسجد سے نظام صلوٰۃ کی بنیاد کھڑی کی جاتی ہے اور دن میں پانچ بار یہاں سے نظام صلوٰۃ اور فلاح کی دعوت عام دی جاتی ہے۔

مسجد کا یہ پروگرام جمہوری ہے، کیونکہ اس میں رنگ و نسل، عمر طبقہ، تعلیم حتیٰ کہ جنس کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس میں قرآن کی تعلیمات دی جاتی ہیں اور تمام دنیاوی امور زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ پوری صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث اس بات پر دلیل ہیں کہ امور تجارت ہوں یا سیاست، اخلاقیات ہوں یا سماجیات، اقتصادیات ہوں یا عام تعلیمات، صحابہ کرامؓ نے اپنی تشنگی کو منبع علم سے اگر دور کیا ہے تو ان میں سب سے اہم مقام مسجد ہی کا تھا پھر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر کہ "میری امت کی مسجد زمین کے کسی قطعہ سے مقید نہیں۔" اس کے کردار کو اور بھی وسیع کردیا۔

مسلمانوں کے عروج کے زمانے تک مسجد زندہ ہوا کرتی تھیں۔ ان میں طالب اور عالم دونوں ہر وقت موجود ہوا کرتے تھے اور روشن خیالی کا یہ عالم تھا کہ مسجد کے ایک ستون سے مالکی طلباء علم کی پیاس بجھا رہے ہوتے تھے اور دوسرے سے شافعی۔ اختلاف علمی کو رحمت سمجھا جاتا تھا اور اسے علم کے فروغ کا بنیادی جزو۔

(بحوالہ تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ از ڈاکٹر احمد شبلی)

یہ تھی اساس جس پر اسلام معاشرہ قائم تھا، اس گھر سے ایسے اذہان تیار ہوتے تھے جن کی پارسائی، علم، تدبر، پاکیزگی قابل حسد حد تک عظیم ہوا کرتی تھی۔ یہاں سے تمام طبقہ فکر کی تربیت دراصل مسلمانوں کے معاشرہ میں ہم آہنگی کی بنیاد تھی، پھر عوام الناس کو اس قدر فرض عین کی تعلیم مل جاتی تھی، جس قدر ان کے لئے ضروری تھی۔

چونکہ ہم اسلامی معاشرہ کی طرف بڑھنے کی آرزو کررہے ہیں، ہمیں مسجد کو اپنا وہ کردار دوبارہ لانا ہوگا، آج کی جدید ترین مساجد کو تعلیمی مراکز ہونا چاہئے، جہاں کمپیوٹر استعمال ہوتا ہو، جہاں مقامی مسائل، قومی مسائل اور بین الاقوامی مسائل پر سیر حاصل بحث کا اہتمام کیا جاتا ہو اور مقررین وہ حضرات ہوں جن کا تعلق مسجد و محراب سے لے کر خصوصی علوم پر ہوتا کہ قومی شعور کا درجہ بلند ہو اور آگہی بڑھے۔

یہ بنیادی آگہی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت فرمائی، مساجد کا کردار معاشی اور اخلاقی انقلاب کی بنیاد ہے۔ ☆

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخریں صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دینی واصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں بھی جاتا ہے۔

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کیا انتظام کیا؟

کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیاں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟

اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجیے

خوبصورت ٹائٹل ○ کمپیوٹر کتابت ○ عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنئے ۔ بنائیے ○ اشتہارات دیجیے ○ مالی امداد فراہم کیجیے